رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۸۳۰

ماہنامہ خالد ربوہ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

سالانہ اجتماع ۱۹۵۲ (ربوہ) کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا دینی۔ علمی اور ادبی ماہوار رسالہ

خادم کا عہد

"اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ
واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
میں اقرار کرتا ہوں کہ دینی۔ قومی اور ملی مفاد
کی خاطر میں اپنی جان۔ مال۔ وقت اور عزت کو
قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔"

احمدی نوجوانوں کا دینی علمی اور ادبی ماہوار

رسالہ

خالد

جلد ۳ نمبر ۱۰

زیر انتظام

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ربوہ

وفا ۱۳۳۲ ہش جولائی ۱۹۵۳ء

مدیر

غلام باری سیف

فہرست مضامین

(سیّد عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے خالد پریس سرگودھا میں چھپوا کر دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)

مغرب کی تباہی ـــــــ اسلام کی ترقی

آج دجّالی قوتیں اپنے پورے عروج پر ہیں۔ ایک طرف ان کی ترقی اور دوسری طرف مسلمانوں کی نکبت کو دیکھ کر بعض دفعہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ! کیا کبھی ان طاقتوں کا زور بھی ٹوٹیگا کیا کبھی اسلام بھی دنیا میں غالب ہوگا۔ جہانتک ظاہری حالت کا تعلق ہے۔ ان کے زور کے ٹوٹنے کا تو گمان ہو سکتا ہے کیونکہ ہر کمالے را زوال۔ دنیا کی تاریخ میں کتنی دفعہ قومیں ابھریں۔ صفحۂ عالم پر چھا گئیں۔ لیکن اس کے بعد کوئی ان کا نام لیوا بھی نہ رہا۔ آج کہاں ہے فرعون۔ اور کہاں ہے سکندر یونانی اور کہاں گیا چنگیز خان اور دوسرے یہ کہ شاخِ نازک پر جو آشیانہ بنے گا وہ ناپائدار ہوگا۔ لیکن مسلمان جن کی تسبیح کا دھاگا ٹوٹ گیا۔ جن کے اندر کوئی بھی جہانبانی کا خلق باقی نہیں رہا۔ یہ کیسے ترقی کریں گے جن قوموں نے دنیا میں انا ولا غیری کا ڈنکا بجایا تھا۔ کیا یہ بھی کبھی ترقی کرے گی۔ جن کی شمشیرِ خارا شگاف سے کوہوں میں ارزا تھا۔ جن کے گھوڑوں نے ایک ہی وقت میں یورپ کو روندا۔ اور اسی وقت میں ان کے گھوڑے ہندوستان کے دریاؤں میں پانی پی رہے تھے۔ کیا وہ بھی کبھی دنیا میں اب سر اونچا کرکے چل سکیں گے۔ جب میں نے اس کو سوچا تو مجھے روشنی کی ایک کرن نہیں بلکہ روشنی کا ایک مینار نظر آیا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یہ رؤیا حضور کا آج سے ستر برس قبل کا ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اور اس عاجز کے ماتحت میں ایک شخص نائب محافظ دفتر کی طرح ہے۔ اتنے میں ایک اردلی دوڑتا آیا کہ مسلمانوں کی مثل پیش ہونیکا حکم ہے۔ وہ جلد نکالیے پس یہ رؤیا بھی دلالت کرتی ہے۔ کہ عنایت الٰہیہ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ ہیں اور یقین کامل ہے کہ اس قوتِ ایمانی اور اخلاص اور توکل کو جو مسلمان کو فراموش ہو گئے ہیں پھر خداوند کریم یاد دلائیگا۔" (تذکرہ صفحہ ۵۹)

لیکن ان مغربی طاقتوں کا کیا ہوگا۔ اس کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سورۃ تطفیف کی لطیف تفسیر پڑھیئے۔ حضور کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"پھر کَلَّا کے اس تکرار پر غور کرنے سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہاں تین دفعہ کَلَّا کفر کے ذکر کے بعد آیا ہے اور ایک دفعہ کَلَّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کیلئے لگیں گے۔ اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا۔ بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا۔ جو عیسائیت کو لگا۔ اب دوسری جنگ جو شروع ہے یہ دوسرا جھٹکا ہے اس کے بعد ایک تیسری جنگِ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کیلئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہوگا اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگیگا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہونچ جائیگا۔ اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی کیونکہ چوتھے کَلَّا کے بعد ہی یہ ذکر آتا ہے کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ" (تفسیر کبیر)

اور اس تاریخی حقیقت کا کسے انکار ہو سکتا ہے کہ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کہ قوموں کے دن خدا اُتے چڑھاتا رہتا ہے۔ مغربی قومیں تباہی کے ایک عمیق غار کی طرف جا رہی ہیں۔ ان کی تباہی میں کسی کی تعمیر پنہاں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے "مصائب قوم عند قوم فوائد" کہ کسی قوم کی مصیبتیں کسی قوم کیلئے فوائد ہوتی ہیں۔ پس یہ خدائی تقدیر ہے اور امام وقت کا فرمان ہے زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں یہ ممکن ہے کہ سورج اور چاند اپنی جبین کو زمین پر ٹیک دیں یہ ممکن ہے کہ دریا اپنی روانی چھوڑ دیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ خدا کی فرمائی ہوئی باتیں ٹل جائیں۔

پس اسلام کی ترقی خدا تعالیٰ کی ایک اٹل تقدیر ہے اور خدا کی تقدیر کی انگلی کی حرکت دنیا میں نظر آ رہی ہے مغربی قوتوں کی تباہی کے دن قریب آ رہے ہیں اور اسلام کی سرفرازی کے ایام بھی قریب ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

مشعلِ راہ

حضور علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"اے میری جماعت! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کیلئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو خوب یاد رکھو کہ دُنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کیلئے ہو۔ اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کیلئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر اپنے تئیں میری جماعت میں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائیگی۔ اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کیلئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان سے نہ زمین سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ۔ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم مسکین دل بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کیلئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کیا صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اِن چند روزہ زندگی میں انکی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ۔ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں۔ اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کی رُو سے تمہاری دُنیا پر مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکا مت دو۔ اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو۔ اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اور اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راستروی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۳)

(مرسلہ ناصر نسیم ربوہ)

لازوال صداقتیں

۱- إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا (یونس ع)

تحقیق تمام عزتیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

۲- فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ۔ (رعد ع)

پس جھاگ بیکار جاتی ہے اور وہ چیز جو لوگوں کو فائدہ دیتی ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔

۳- وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا۔ (بنی اسرائیل ع)

اور انسان بڑا جلد باز ہے۔

۴- ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔ (انفال ع)

یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تبارک و تعالے انہیں بدلنے والا اپنی نعمت کو جو اس نے کسی قوم پر کی ہو۔ یہاں تک کہ وہ بدل ڈالیں اس چیز کو جو ان کے نفسوں میں ہے۔

۵- فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (نساء ع)

ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو ایک چیز کو اور اللہ تعالے اسی میں بہت سی بھلائی پیدا کردے۔

۶- فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ (الشراح)

پس یقیناً تنگی کے ساتھ ہی آسانی ہے۔

۷- أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۔ (تکاثر)

اے بنی نوع انسان! مال و دولت کی کثرت کے مقابلہ نے تمہیں خدا سے غافل کر دیا ہے۔

۸- وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ۔ (عصر)

اور میں زمانہ کو بطور گواہ پیش کرتا ہوں کہ انسان یقیناً خسارہ میں ہے۔

۹- وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ (بنی اسرائیل ع)

اور پورا کرو عہد کو۔ تحقیق عہد کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔

۱۰- وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ۔

اور تم جب ماپو تو ماپ تول کو پورا کرو اور سیدھے ترازو سے وزن کرو۔

جواہر پارے

حسنِ اخلاق

(۱) "ان المومن لیدرک بحسن خلقہ درجۃ الصائم القائم"

(ابوداؤد کتاب الادب)

ترجمہ :- تحقیق مومن حسن اخلاق سے روزہ دار اور تہجد گزار کا درجہ پا لیتا ہے۔

اسلام ہمیں بہتر انسان بناتا ہے افسوس ہے کہ آج اغیار کا ان حقائق پر عمل ہے لیکن مسلمان خود ناشناس آج اپنی بنیادی تعلیمات کو بھول گیا ہے۔ آج کافر خوش خلق ہے۔ اور تہجد پڑھنے والا۔ روزے رکھنے والا بدخلق۔ ابھی ابھی ایک امریکن اخبار میں ایک مسلمان ملک کے متعلق ایک معلوماتی مضمون چھپا ہے جس میں وہ تمام ملک کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ اس کے باشندے سخت بدخلق ہیں۔

کاش مسلمان احادیث میں بکھرے ہوئے ان جواہرات کی طرف توجہ کریں ؛

(۲) "إنّ الله لا يحبّ الفاحش المتفحش"

(ابوداؤد کتاب الادب)

ترجمہ :- تحقیق اللہ تعالیٰ بدخلق اور بیہودہ گو کو پسند نہیں کرتا۔

فاحش کے معنے بدخلق بھی ہیں اور بدگو بھی۔ اور حد سے تجاوز کرنے والے کو بھی فاحش کہتے ہیں۔ یعنی زبان اور عمل کے لحاظ سے جو انتہا پسند ہے۔ اور اعتدال کا راستہ اختیار نہیں کرتا وہ فاحش ہے۔ اور متفحش یہ باب تفعل سے فاعل کا صیغہ ہے وہ شخص جو تکلف سے فحش اختیار کرے اسے متفحش کہتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے زبان اور اعمال ہر دو پر ہمیں پورا قابو ہونا چاہیئے۔ ہماری مجالس میں ہماری گفتگو پوری سنجیدہ اور شستہ ہونا چاہیئے۔ تمام بازاری گفتگو اور بازاری حرکات اس سے ہمارے خدا نے منع کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہا گیا ہے۔ کہ ہمیں اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ ایک مذہبی آدمی کو تمام امور میں افراط و تفریط سے یکسر اجتناب کر کے میانہ روی اختیار کرنا چاہیئے ؛

صحبت کا اثر

مثل الجليس الصالح كمثل صاحب المسك ان لم يصبك منه شيئ اصابك من ريحه ومثل جليس السوء كمثل صاحب الكير ان لم يصبك من سواده اصابك من دخانه

(ابوداؤد کتاب الادب)

ترجمہ :- نیک ساتھی کی مثال کستوری والے کی مثال ہے (کہ جب تو اسکے پاس بیٹھے گا) اگر تجھے کوئی کستوری نہ ملی۔ تو اسکی خوشبو تو حاصل ہوگی اور برے ساتھی کی مثال بھٹی والے کی مثال ہے (کہ جب تو اسکے پاس بیٹھے گا) اگر تجھے بھٹی کی سیاہی نہ پہنچے گی تو دھواں تو پہنچے گا۔

کیا عمدہ مثال رسول پاک علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے کہ انسان اپنے ساتھی کے خیالات نیم شعوری طور پر اخذ کر رہا ہوتا ہے یہ اپنے ساتھی کے خیالات کو کچھ نہ کچھ ضرور اخذ کریگا اسی لئے مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا۔ "جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے" (کشتی نوح)

پس ہمیں اپنے اعزا اور رفقاء برے آدمی کو ہرگز نہیں بنانا چاہیئے ورنہ ہماری مثال اس شخص کی ہوگی جو اچھے کپڑے پہن کر لوہار کی بھٹی کے

"روشن ستارے"

جنگِ احد میں اسی سے اوپر زخم کھانیوالے

"انسؓ بن نضر"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) نے فرمایا تھا۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کو بھی نشانِ راہ بناؤ گے تم منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔ اور حق یہ ہے کہ دنیا نے آج تک ان سے بہتر انسان نہیں دیکھے۔ ہر خلق میں بہ معیار تھے۔ خالد کے صفحات میں "روشن ستارے" کے عنوان کے ماتحت ایک صحابی کے حالاتِ زندگی دیئے جاتے ہیں تا احمدی نوجوان ان کے نقشِ قدم پر چل کر اسلام کی کھوئی ہوئی متاع کو دنیا میں دوبارہ واپس لاسکیں۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

یہ حضرت انسؓ (جو آنحضرت صلعم کے خادم تھے) کے حقیقی چچا تھے۔ بنو عدی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ انصاری تھے جنگ بدر میں اپنی مجبوریوں کی بناء پر شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اور جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مل کر بیٹھتے۔ اور جنگ بدر کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے۔ اور بتاتے کہ کس طرح بدر کے میدان میں خدا کی تلوار بے نیام ہوئی تھی۔ اس حق و باطل کے پہلے معرکہ میں خدا کی تائید و نصرت کس طرح نازل ہوئی تھی۔ اور ظاہری سازو سامان سے نہتے مسلمانوں نے کس طرح کفر کی شان و شوکت لوح کر رکھدی تھی۔ جب صحابہ یہ بیان کرتے کہ کس طرح حضرت علیؓ۔ حضرت حمزہؓ۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے خدا تعالےٰ اور اس کے دین کے دشمن شیبہ۔ عتبہ اور ولید کا سرِ پُر غرور بدر کے میدان میں خاک میں ملایا تھا۔ اور کس طرح حضرت معوذؓ اور معاذؓ کی تلواروں کی ضربوں نے ابوجہل کو واصلِ جہنم کیا تھا۔ اور ان بے کس مسلمانوں نے کس طرح بدر کے دن کفر کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر رکھدی تھی۔

جب صحابہ ان بہادری کے واقعات کو بیان کرتے تو حضرت انسؓ بن نضر کا بھی خون کھولنے لگتا اور آپ فرماتے "لئن اللہ اشھدنی قتال المشرکین لیرین اللہ ما اصنع" کہ اگر میرا پروردگار کبھی مجھے مشرکوں سے جنگ کے موقعہ پر لے گیا تو میں اپنے خدا کو دکھادونگا کہ میں کیا کرتا ہوں"

کتنا ایمان پرور اور بے جگری پر دلالت کرتا ہے یہ فقرہ اور کتنا دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا تھا یہ فقرہ۔ کتنی امنگیں اس فقرہ کے پیچھے نظر آتی ہیں۔ چنانچہ ایک سال بعد ہی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سچے جان نثار کو ایفائے عہد کا موقعہ مل گیا۔ جنگِ احد برپا ہوئی۔ کفر پھر دندناتا ہوا مدینہ کی طرف رواں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔ آپؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ اور مشورہ کے بعد یہ قرار پایا۔ کہ کفر کا مقابلہ مدینہ سے باہر نکل کر کیا جائے۔ چنانچہ ایک بار پھر خدا کے دین کے یہ دیوانے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ احد پہاڑ کے دامن میں شیطان اور رحمان کی فوجوں نے ڈیرے ڈال دیئے۔ اور اب حضرت انس بن نضرؓ کو بھی اپنی خواہش پورا کرنے کا موقعہ مل گیا۔ لڑائی شروع ہوئی تلواریں ٹکرانے لگیں نیزے خون میں نہانے لگے زرہوں کی کڑیاں ٹوٹنے لگیں۔ تکبیر کے نعروں سے پہاڑیاں گونج جاتیں خدا کے فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور کفر کو ایک بار پھر میدان سے ہٹنا پڑا۔ لیکن ابھی ایک خدائی تقدیر باقی تھی۔ بعض صحابہؓ

کی غلطی سے مسلمانوں کی یہ فتح ایک مرتبہ عارضی طور پر شکست سے تبدیل ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولید نے جو اس دن کفر کی طرف سے ہو کر لڑ رہے تھے پہاڑ کی پچھلی طرف سے ہو کر درہ میں سے حملہ کیا۔

مسلمان جو اس درہ کی حفاظت کے لئے مقرر تھے۔ ان کی اکثریت فتح کے بعد وہاں سے ہٹ آئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس غیر متوقع حملہ سے مسلمانوں کی صفوں میں ابتری پھیل گئی۔ مسلمان پراگندہ ہو گئے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ابن قمیہ ایک کافر نے آنحضرت صلعم پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو کر گرے اور کفار نے یہ مشہور کر دیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ حضرت انس کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ فتح کے بعد ادھر ادھر چلے گئے تھے۔ پھرتے پھراتے آئے تو دیکھا کہ حضرت عمر، حضرت طلحہ اور بعض دوسرے صحابہ بیٹھے رو رہے ہیں۔ حضرت انس بن نضر نے پوچھا۔ یہاں اس طرح بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں حضرت انس نے فرمایا۔

فماذا تصنعون بالحیوۃ بعدہٗ۔

کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو ان کے بعد تم پھر زندگی کو کیا کرو گے؟

"قوموا فموتوا علی مامات علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

اٹھو اور تم بھی دنیا سے اسی طرح ہم آغوش ہو جاؤ جس طرح آنحضرت صلعم اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ یہ کہکر حضرت انس بن نضر کفار کے لشکر میں جا گھسے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ جب مسلمان تتر بتر ہو گئے۔ تو حضرت انس بن نضر نے خدا کو مخاطبہ کیا اور کہا۔

"انی اعتذر الیک فما صنع ھؤلاء"

کہ اے خدا! میں اس سے بری ہوں جو ان مسلمانوں نے کیا ہے۔

یہ کہا اور تلوار سونت کر دشمنوں پر پل پڑے۔ راستہ میں حضرت سعد ملے۔ انہیں فرمایا۔ سعد! مجھے احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے"۔

> حضرت انس ان کے بھتیجے (آنحضرت صلعم کے خادم) کہتے ہیں۔ جنگ کے بعد جب شہداء کی لاشیں اکٹھا کی گئیں تو ان کی لاش پہچانی نہیں جاتی تھی اسی سے اوپر تلوار اور نیزے کے زخم تھے۔ جسد پاک چھلنی چھلنی ہو گیا تھا۔ ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پپوٹوں سے پہچانا۔

اللہ تبارک وتعالی نے کتنے حسین الفاظ میں ان کو اپنی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ فرمایا۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (احزاب ع ۳)

اللہ تعالی فرماتا ہے مومنوں میں سے بعض ایسے مرد بھی ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا اس عہد کو جو انہوں نے اللہ تعالی سے باندھا تھا۔ بعض ان میں سے اپنا کام پورا کر چکے اور بعض انتظار میں ہیں اور انہوں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت شہداء احد کے بارہ میں ہے بعض نے کہا ہے کہ اس آیت میں حضرت انس بن نضر کا ذکر ہے۔ کتنے عجیب تھے یہ مردانِ باخدا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

از جناب محمد عبد اللہ صاحب
ڈائرکٹر فضل عمر ریسرچ ربوہ

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

"یورپ نے جب سائنس کے میدان میں ترقی کرنا شروع کی تو پادریوں کی مخالفت کی وجہ سے (جسکی بڑی وجہ ان کی جہالت تھی) مذہبی دنیا اور سائنس کے درمیان کھچاؤ پیدا ہو چلا گیا۔ جو بدقسمتی سے ایک حد تک ابتک چلا جا رہا ہے۔ ضرورت تھی کہ کسی مذہبی ادارہ کی طرف سے اس مفروضہ اختلاف کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اور یہ ثابت کیا جاتا کہ مذہب اور سائنس جن میں ایک خدا تعالیٰ کا قول ہے اور دوسرا اس کا فعل۔ نہ صرف یہ کہ آپس میں مختلف نہیں بلکہ یہ پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔ اسی نیک مقصد کی تکمیل کیلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد ڈالی تھی۔ خدام کی دلچسپی کیلئے فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے متعلق ڈائرکٹر صاحب فضل عمر ریسرچ انسٹی کا یہ نوٹ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔" (مدیر)

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ تحریک جدید کے ماتحت ایک علمی اور صنعتی تحقیقی ادارہ ہے۔ اس کی بنیاد بدست مبارک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان میں ۱۹۴۴ء میں رکھی اور اس کی لیبارٹریز کا افتتاح ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کے مشہور سائنس دان سر شانتی سروپ بھٹناگر نے کیا۔

انسٹی ٹیوٹ کے ابتدائی پروگرام میں کیمیاوی اور زراعتی تحقیقات اور کیمیاوی صنعتیں شامل تھیں۔ اس غرض کیلئے ایک تجرباتی فارم بھی بنایا گیا۔ اور Castor (ارنڈ) اور سویابین Soya bean پر کام شروع کیا گیا۔ لیبارٹریز کے لئے سازوسامان اور لائبریری پر زرکثیر صرف ہوا۔ مطابع کی سیاہی کی صنعت کے لئے مشینری بھی بیرونی ممالک سے منگوائی گئی۔

صنعتی پروگرام پر ابھی عمل شروع ہوتے پایا تھا کہ قیام پاکستان وقوع میں آگیا۔ اور جماعت احمدیہ کے دوسرے مرکزی اداروں کے ہمراہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو بھی پاکستان ہجرت کرنا پڑی۔ سازوسامان، مشینری اور دوسری املاک کا انسٹی ٹیوٹ کو بھاری نقصان برداشت کرنا پڑا۔ تاہم اسے لاہور میں پھر سے آباد کیا گیا۔ لاہور میں اس کی ابتداء بہت مشکلات کے دوران میں ہوئی۔ کافی تگ و دو کے بعد کیمیاوی مرکبات اور سائنٹفک سامان بنانے کا کام شروع کیا گیا۔ دو تجربے بڑے پیمانہ پر کئے گئے۔ جو گندھک کی صفائی اور گندھک کا تیزاب بنانے سے تعلق رکھتے تھے کچھ عرصہ کے لئے صابون سازی کی صنعت بھی جاری رہی۔

ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ایک پروگرام بیرونی ممالک میں اپنے سکالرز کو اعلیٰ تعلیم اور ٹریننگ دلوانا بھی تھا۔ چنانچہ اس سکیم کے مطابق چار افراد انگلستان و امریکہ بھجوائے گئے۔ اور متعدد طلباء کو اندرون ملک اعلیٰ تعلیم دلوائی گئی۔ اور آخر ۱۹۵۰ء میں بیرونی ممالک کے سکالرز واپس آنے شروع ہوئے۔ اور ۱۹۵۱ء کے وسط سے انسٹی ٹیوٹ کو از سر نو ترتیب دیا جانے لگا۔ ۱۹۵۲ء کی ابتداء تک انسٹی ٹیوٹ پلاننگ کے مختلف مراحل سے گذرتی رہی۔

مالی مشکلات کے پیش نظر چھوٹے پیمانہ پر ہی کام ممکن ہو سکا۔ کیمیاوی مرکبات بنانے کا کام جاری رہا۔ انجکشن بنانے کا کام تجربہ کے رنگ میں شروع کیا گیا۔ چند ایک کلینیکل لائن کی مصنوعات بھی بنائی گئیں جو سائنٹیفک انڈسٹری سے تعلق رکھتی ہیں۔ گندھک صاف کرنے کا ایک کامیاب تجربہ کیا گیا۔ کاسمیٹکس کے چند ایک عمدہ مرکبات بنائے گئے۔ پاکستان کی چند معدنیات کا کیمیاوی تجزیہ کیا گیا۔

علمی کام کے لحاظ سے زیادہ تر ببلیوگرافک لٹریچر پیدا کرنے کی طرف توجہ رہی ہے۔ اس کام میں ہمارے لائبریرین مرزا عطاء الرحمن صاحب غنی کافی شغف رکھتے ہیں اور پاکستان ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف سائنس کے ماتحت ایک کتاب اور متعدد رسائل شائع کر چکے ہیں۔ اسی موضوع سے متعلق چند ایک مضامین بھی سائنٹفک رسائل میں شائع کئے گئے۔ ببلیوگرافک کام کو لائبریری آف کانگریس واشنگٹن امریکہ، ۲۲ نیشنل انسٹی ٹیوٹ واشنگٹن امریکہ، ڈویژن آف ببلیوگرافی یونیسکو پیرس جیسے مشہور اداروں نے بڑا مفید قرار دیا ہے۔ پاکستان میں انسٹی ٹیوٹ کے پاس ایک خاصی عمدہ لائبریری تیار ہو گئی ہے۔ حال ہی میں انسٹی ٹیوٹ کی اپنی عمارت ربوہ میں تیار ہو گئی ہے۔ اور اب یہ ادارہ ربوہ میں کام چلانے کے بندوبست میں مشغول ہے۔

اقامۃ الوزن

(از شحاتِ قلم جناب ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

دنیا میں ہر انسان کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے۔ اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں وہ کسی نہ کسی کام میں مشغول نہ ہو لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے کام نتائج اور مقاصد کے لحاظ سے کیسے نکلتے ہیں اور ان کی کیا قیمت پڑتی ہے۔ گو یہ صحیح ہے کہ انسانی اکثریت ظاہر حالات میں حسبِ مراد اپنی جد و جہد کے اچھے نتائج سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ درحقیقت اس عمل کی دنیا میں ساری گرمیوں کا سرچشمہ یہی فطرتی کامیابیاں ہیں۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہو اور طبعی اسباب اپنے نتائج ظاہر کرنے میں ایک خاص اصول کے پابند نہ ہوں تو دنیا سے امان اٹھ جائے۔ اور یہ ساری زندہ کائنات معطل ہو کر رہ جائے۔ لیکن اس کے باوجود ایسی کامیابیاں انسان کے لئے کوئی فخر کا مقام نہیں۔ کیونکہ اس قسم کے طبعی نتائج میں انسان کے ساتھ حیوان بھی برابر کے شریک ہیں چیونٹی اپنے بل سے دانہ کی تلاش میں نکلتی ہے اور اسے کہیں نہ کہیں سے دانہ مل ہی جاتا ہے۔ گیدڑ اور لومڑی دوسروں کے مارے ہوئے مردار کی ٹوہ میں رہتے ہیں اور کسی نہ کسی جگہ گلے سڑے پنجر انہیں مل ہی جاتے ہیں۔ شیر کی تلاش بھی ناکام نہیں جاتی اس کے لئے بھی قدرت نے کسی نہ کسی ہرن کو مقدر کر رکھا ہوتا ہے بیا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے وہ بڑی کاریگری سے اپنا گھونسلہ بنتا ہے۔ اور اس میں اپنے آرام کے سامان پاتا ہے چڑیاں چھتوں میں اپنے گھونسلوں کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ تلاش کر لیتی ہیں۔ غرض زمین میں اور آسمان میں بلندی میں اور پستی میں پہاڑوں کی چوٹیوں میں اور گہرے سمندروں کی انتہاؤں میں زندگی اپنی بقا کے سامان تلاش کرتی ہے اور کامیاب ہوتی ہے فطرت کے اس قانون میں ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور ایسا ہی ہوتا چلا جائیگا

پس اس بارہ میں انسان کی کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ ایسی کامیابیاں حاصل کر کے اس نے کوئی خاص امتیاز حاصل کیا ہے۔ مگر چونکہ انسان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عقل و فکر کی ایسی نعمت سے نوازا گیا ہے۔ جو دوسرے جانداروں کو نہیں ملی۔ اس لئے یہ ایک بالکل فطرتی سوال ہے کہ ایسی غیر معمولی امتیازی قوت کے باوجود اس نے انسانیت کو کتنے قدم آگے بڑھایا۔ وہ اپنے مقاصدِ زندگی میں کامیاب ہے یا ناکام۔ اگر ناکام ہے تو وہ اپنی کوششوں پر اس قدر خوش کیوں ہے۔ اور اگر کامیاب ہے۔ تو پھر اتنی جدوجہد اتنے شور و شغب اور اس قدر ہاؤ ہو کے ہوتے ہوئے اس کے حق میں قدرت کی طرف سے یہ کیوں کہا گیا ہے۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (کہف ع ۱۲)

کہ ان کے سارے اعمال ضائع گئے ہم جزا اور سزا کے دن ان کے لئے کسی قسم کا تول مقرر نہیں کریں گے کیونکہ ان کے یہ اعمال اپنی قیمت کھو بیٹھے۔

ایسا کیوں ہے کتاب الٰہی اور رسولِ فطرت نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے۔ اس کے لئے آپ اگلے ایشوع کا انتظار کیجئے۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ"

علم کو بچپن سے لیکر مرتے دم تک سیکھو!

(قائم مقام مہتمم تعلیم)

علمِ تصوّف

(مکرم مولانا محمد احمد صاحب ثاقب پروفیسر جامعۃ المبشرین)

حدیث شریف میں آتا ہے۔ العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان۔ یعنی دنیا میں رائج علوم دو قسموں میں منقسم ہیں۔ اوّل۔ مادی علوم خواہ جدید ہوں یا قدیم مثلاً فلسفہ۔ حکمت۔ سائنس اور اس کی مختلف شاخیں علم طب اور اس کی فروعات یہ سب مادی علوم ہیں۔ دوئم۔ دینی علوم۔ اس میں وہ علوم شامل ہیں جو الٰہیات اور روحانیات سے متعلق ہیں۔ مثلاً علم کلام۔ عقائد۔ تصوف وغیرہ۔ پس اس حدیث کے معنوں میں فزیکل سائنس یعنی علوم طبعیات اور مینٹل سائنس اور تھیالوجی یعنی الٰہیات اور روحانیات دونوں شامل ہیں۔ انسان کو ہر دو علوم کے حصول کی اشد ضرورت ہے لیکن روحانی علوم جن سے انسان کی اخلاقی حالت درست ہوتی ہے۔ زیادہ مرجح ہے۔ پس اس تقسیم سے ظاہر ہے کہ علم مادی علم ظاہری ہے اور علم الٰہیات علم باطنی یا روحانی ہے۔ اور اسی کو علم تصوف کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے ایک ظاہر اور ایک باطن مقرر فرمایا ہے۔ اس کا ظاہر اس کے باطن کی حفاظت کرتا ہے ظاہر چھلکا کہلاتا ہے اور باطن مغز۔ اگر چھلکا نہ ہو تو مغز کی نشوونما نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کی حفاظت ہو سکتی ہے اسی طرح اگر مغز نہ ہو تو چھلکے کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ اصل مقصود مغز ہے لیکن چھلکا اس کی حفاظت کے لئے ضروری ہے، یہی حال عبادات کا ہے عبادات میں ظاہری اعمال درحقیقت چھلکے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اصل مقصود صفائی قلب اور اللہ تعالےٰ کے قرب کا حصول ہے اگر یہ نہ ہو تو عبادت کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس نماز میں وضو۔ قیام۔ رکوع سجود قرأت وغیرہ سب چھلکے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اسکے ذریعہ سے تطہیر قلب فواحش۔ منکرات سے پرہیز اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول۔ دعا جس کے نتیجے میں انسان کا دل صاف شیشے کی مانند چمک اٹھے یہ سب نماز کا مغز ہیں۔ اگر ظاہری اعمال ہی اصل مقصود ہوتے تو ریاکاروں کے لئے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ کی وعید نازل نہ ہوتی۔ اور اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ کا حکم نازل نہ ہوتا۔ کیونکہ نماز کا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل لگانا اور تعظیم کے ساتھ اس کا ذکر کرنا تھا۔ اسلئے حکم ہوا کہ نماز کو قائم رکھو میری یاد کیلئے۔

خلاصہ یہ کہ ہر عبادت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور اسکے بجا لانے کیلئے ان ہر دو کی رعایت اور پابندی ضروری ہے عبادات میں ظاہری اعمال و افعال کے متعلق ہمیں جس علم سے راہنمائی ہوتی ہے اس کا نام علم فقہ ہے۔ اور ان عبادات کی روح اور مغز کے متعلق جس علم سے راہنمائی حاصل ہوتی ہے اس کا نام علم تصوف ہے۔

تصوّف کی لفظی تحقیق

اس مختصر سے تعارف کے بعد میں یہ بتاؤنگا کہ اس علم کا نام "تصوّف" کیوں رکھا گیا۔ اس کے لفظی مفہوم و معنی کے متعلق مختلف علماء نے اسکے لفظی اشتقاق کے پیش نظر بہت سی موشگافیاں کی ہیں۔ جس کا مختصر حال درج ذیل ہے۔

۱۔ ابن خلدون کے قیاس کے مطابق "صوفی" کا لفظ "صوف" سے مشتق ہے۔ اس لحاظ سے "تصوّف" کے معنے ہوئے اس نے صوف کا لباس پہنا چونکہ ابتداء میں اس گروہ کے لوگوں کا شعار عام طور پر صوف کا لباس تھا۔ اس لئے ان کو صوفی کے لقب سے پکارنے لگے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شخص صوف کا لباس پہننے لگے وہ "صوفی" بن جاتا ہے۔ اس شبہ کے ازالہ کیلئے

صاحب کشف المحجوب نے لکھا ہے۔ الصفاء من اللہ تعالیٰ انعامٌ و اکرامٌ والصوفُ لباسُ الانعام۔ کہ صفائی باطن بندہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام و اکرام ہے اور صوف چارپایوں کا لباس ہے۔

۲۔ نیز اس شبہ کے ازالہ کے لئے بعض لوگ صوفی کو لفظ صفا سے مشتق خیال کرتے ہیں۔ یعنی صوفی وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے صفائی قلب کی خوبی عطا ہوئی ہو۔ چونکہ باطن کی صفائی سے سارے جسم کی صفائی اور اصلاح بھی ہو جاتی ہے اس لئے اس کے تمام اعمال درست اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت ہو جاتے ہیں جیسے کہ خود رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الا ان فی جسد بنی آدم مضغۃً اذا صلحت صلح الجسدُ کلہٗ و اذا فسدت فسد الجسدُ کلہٗ الا وھی القلب۔ (بخاری) کہ انسان کے جسم میں ایک ایسا گوشت کا ٹکڑا ہے جس کی اصلاح کے ساتھ سارے جسم کی اصلاح کا دارومدار ہے اور وہ دل ہے۔ پس اس لحاظ سے صوفی وہ ہوا جس کا دل پاک ہو اور اس کے واسطہ سے اس کے ظاہری اعمال بھی ریاء سے پاک و صاف ہوں۔

۳۔ بعض نے صوفی کو "صفّہ" یعنی مسجد نبوی کی طرف منسوب کیا ہے۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ستر کے قریب صحابہ ایسے تھے جنہوں نے اپنے بال بچوں اور گھر بار کو چھوڑ کر مسجد نبوی میں آ ڈیرا ڈالا تھا۔ نہایت غربت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک کپڑے میں گذارہ کرتے اور روٹی میسر آ جاتی تو کھا لیتے ورنہ پڑے رہتے۔ ان کو اہل صفہ کہا جاتا کیونکہ انہوں نے مسجد نبوی کو اپنا قیامگاہ بنایا ہوا تھا۔ صوفیہ کو بھی اسی نسبت سے صوفی کہا جانے لگا کیونکہ وہ اکثر ایسا ہی لباس پہنتے، مسجد اور نمازوں سے محبت کرتے اور دنیوی تعلقات کو ترک کرتے تھے۔

امام قشیری کی تحقیق ہے کہ صوفی کا لفظ ۲۰۰ھ سے کچھ پہلے استعمال ہونے لگا ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کی وفات کے بعد جس لفظ میں زیادہ کشش محسوس کی جاتی تھی وہ "صحابہ" تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک "صحابیت" سے بڑھ کر کوئی دوسرا لفظ اپنے اندر فضیلت نہیں رکھتا تھا۔ جن لوگوں نے صحابہ کی صحبت حاصل کی۔ وہ تابعین کہلائے۔ اور تابعین کے فیض یافتہ لوگوں کو اتباع تابعین کہا جانے لگا۔ اس کے بعد زمانہ کا رنگ بدلنا شروع ہوا۔ بدعات کی کثرت ہوئی۔ خلافت ختم ہوئی۔ اور ملوکیت کے ظلم و استبداد شروع ہو گئے۔ جن لوگوں کو دینی امور سے زیادہ شغف تھا۔ وہ دنیا کے اس شور و شر سے علیحدگی اختیار کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔ بعض جنگلوں میں چلے گئے اور بعض نے بستیوں میں ہی خاموش زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔ ان لوگوں کو صوفیاء کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

انہیں حالات کے پیش نظر شیخ ابو علی رودباری نے فرمایا ہے۔ الصوفی من لبس الصوف علی الصفاء و اذاق الھوی طعم الجفا ولزم طریق المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم وکانت الدنیا منہ علی القفاء۔ "صوفی وہ ہے جو صفائی قلب کے ساتھ صوف پوشی اختیار کرتا ہے۔ اور نفسانی خواہشات کو ترک کر کے انہیں سختی کا مزہ چکھاتا ہے اور شرع محمدی کو لازم پکڑتا ہے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔"

ان لفظی تشریحات کے علاوہ خود صوفیاء نے بھی صوفی کے اوصاف اور خصائص کا جابجا ذکر کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک ان میں جامع و مانع تعریف وہ ہے جو شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ:-

"التصوف ھو علم تعرف بہ احوال تزکیۃ النفوس وتصفیۃ الاخلاق وتعمیر الظاھر والباطن لنیل السعادۃ الابدیۃ۔ موضوعہ التزکیۃ والتصفیۃ والتعمیر وغایتہ نیل السعادۃ الابدیۃ۔"

"تصوّف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفس تصفیۂ اخلاق تعمیر ظاہر اور باطن کے احوال کا علم حاصل ہوتا ہے تاکہ سعادتِ ابدی حاصل کی جا سکے۔ پس اس کا موضوع تزکیہ و تصفیۂ اخلاق اور تعمیر ظاہر و باطن ہے۔ اور اس کی غایت سعادتِ ابدی کا حاصل کرنا ہے۔"

(حاشیہ رسالہ قشیریہ صک)

ان تمام معنوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفی کے خصائص میں سے یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی ذات کو ترجیح دے۔ اور اسی کو پسند کرے۔ اس کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ بھی اسے تمام چیزوں پر ترجیح دیکر پسند کر لیتا ہے۔

پس صوفی کا مقصود اللہ۔ مطلوب اللہ۔ محبوب اللہ۔ اس کا جینا مرنا۔ اس کی فکر اس کی عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے وہ ماسوائے حق سے ہر حال میں بیگانہ ہوتا ہے اور اسی معنی میں وہ متصل بحق اور منقطع عن غیر حق ہوتا ہے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ ان دنوں بعض مصنوعی اہل صوفیہ نے اپنی حرکات و افعال سے تصوّف جیسے شریف اور پاکیزہ علم کو ایسی کریہہ شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ کہ نہ صرف غیر اقوام بلکہ خود اہل اسلام اس پر معترض ہیں۔ اور جو منشاء علم تصوّف کا کسی زمانہ میں تھا وہ ان کے ان افعال و حرکات کی وجہ سے مفقود ہوتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے سچے اور کھرے صوفیہ کے امتیاز میں سخت مشکلات پیش آتی ہیں لیکن جس طرح قوتِ ذائقہ سے کھاری اور میٹھے پانی کی شناخت کی جاتی ہے اسی طرح وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم اور وجدان اور ذوقِ صحیح عطا فرمایا ہے وہ سچے اور مصنوعی صوفی میں خود بخود امتیاز کر لیتے ہیں۔

(باقی)

افکار و خیالات

رابرٹ اوون کہتا ہے۔

"سیرت کا انحصار ماحول پر ہے۔ اگر ہم انسانوں کی حالت کو سدھارنا چاہیں تو ضروری ہے کہ ہم ان حالات زندگی کو بہتر بنائیں۔ چونکہ انسان پر تعلیم کا سب سے زیادہ اثر ہے۔ اس لئے ہمیں تعلیمی نظام پر سب سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔"

شاہ سویڈن نے اپنے وزیر کو کہا۔

"میرے محترم وزیر! اگر کوئی نوجوان پچیس سال کی عمر سے پہلے اشتراکی نہیں بنا تو یہ اس امر پر دلالت ہے کہ وہ صاحب دل نہیں۔ اور اگر وہ پچیس برس کی عمر کے بعد بھی اشتراکی رہا۔ تو اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ صاحب دماغ نہیں ہے۔"

افلاطون کہتا ہے۔

"تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ جسم و روح کو سراپا جمال بنا لیا جائے۔ اور ان دونوں کو درجہ کمال تک پہنچا دیا جائے۔"

سلطان ٹیپو کہتا ہے۔

"انسان کو صرف ایک ہی دفعہ موت آتی ہے اس سے ڈرنا لاحاصل ہے۔ اور یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ کب اس کو موت آئے گی۔ کیونکہ مرنا تو برحق ہے۔ دو سو سال بکرے کی طرح جینے سے میں شیر کی طرح سو دن کی زندگی گذارنا پسند کرتا ہوں۔"

گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی اچھی ہے۔

زر و جواہر کی سرزمین — "برٹش گی آنا"

ذیل کا مضمون ہمارے ایک واقف زندگی بھائی رحیم بخش صاحب آف گی آنا نے تحریر فرمایا ہے۔ آپ نے سنہ ۱۹۴۵ء میں احمدیت کو قبول کیا۔ اور سنہ ۱۹۵۰ء میں ربوہ تشریف لائے۔ اس وقت آپ جامعۃ المبشرین میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عزیز موصوف کو اسلام کا مخلص علمبردار بنائے۔ اور توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے ملک کو احمدیت کے نور سے منور فرما سکیں۔ آمین (ادارہ)

سولہویں صدی میں انگلستان میں ملکہ الزبتھ اول کی تاجپوشی کے بعد جزیرہ ترینیداد کے ایک انگریز پادری کو ایک ملاح کی زبانی ایک عجیب و غریب کہانی سننے میں آئی۔ کہ جنوبی امریکہ کے شمالی حصہ میں ایک شہر ہے۔ جو زر و جواہر سے بنا ہوا ہے۔ وہاں کا بادشاہ اور رعایا اس قدر دولت مند ہیں کہ وہاں کے مکانات۔ شہر کی فصیل اور سڑکیں۔ تالاب۔ برتن وغیرہ سب کے سب خالص سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ بادشاہ جب غسل کرے تو اس کے جسم پر سونے کی گرد برسنے لگتی ہے۔ گویا صابن اور پانی بھی سونے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہ حیرت انگیز کہانی آناً فاناً تمام ملک میں مشہور ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ اس کا چرچا دوسرے ملکوں میں بھی ہونے لگا۔ کیا اطالوی۔ کیا جرمنی۔ کیا فرانسیسی کیا ولندیزی اور کیا برطانوی سیاح سب کے سب اسی شہر کے حسین خواب دیکھنے لگے۔ سر والٹر ریلے (Sir Walter Raleigh) ایک برطانوی سیاح نے یہ کہانی ترینیداد میں سنی اور سنتے ہی وہ اس نامعلوم شہر کی تلاش کے لئے تیار ہو گیا۔

جب کوئی قوم اپنی قسمت کا ستارہ بام عروج پر دیکھ لیتی ہے اور جب اس زرّیں موقع کو جس سے اس کی تعمیر حیات وابستہ ہوتی ہے اپنے سامنے کھڑا پاتی ہے تو اس قوم کے سپوت اس کو حاصل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ سر والٹر ریلے ایک جوانمرد شخص تھا۔ جونہی اس نے اس عجیب و غریب بستی کی داستان سنی وہ اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ مگر اس کی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔ اس کے سنہری خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے۔ وہ الٹا ان ہسپانوی باشندوں کو برانگیختہ کرنے کا موجب بنا۔ جو ۱۴۹۲ء میں کولمبس کے جنوبی امریکہ دریافت کرتے وقت سے ان علاقوں پر قابض تھے۔ اور اسے جہاں سنہری بستی کی تلاش تھی اس پر ہسپانیہ جو ایک طاقتور ملک تھا اس نے برطانیہ سے ہرجانہ طلب کیا۔ برطانیہ کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور وہ اپنے ہردلعزیز سیاح سر والٹر ریلے کو واپس بلا کر اسے سزائے موت دینے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

لیکن کیا فی الحقیقت جنوبی امریکہ کے شمال میں کوئی سنہری بستی آباد تھی۔ یہ اس وقت تک معلوم نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ برطانیہ نے ولندیزیوں سے گی آنا کا کچھ حصہ چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یہ تھی زر و جواہر کی سرزمین "گی آنا"۔ جو ایک ملاح کی تمثیلی زبان میں مشہور ہو کر سر والٹر ریلے کی موت کا باعث بنی۔ اور جس طرح ہندوستان سونے۔ چاندی۔ جواہرات۔ ریشم۔ مشک اور کافور جیسے قیمتی خزانوں کی وجہ سے سونے کی چڑیا کہلایا

اور اس نام سے وہ پہلے پہل دنیا سے روشناس ہوا۔ اسی طرح گی آنا اور اس کے نواحی علاقے اپنی قیمتی اشیاء کے باعث۔ عمدہ آب و ہوا کار آمد بیش قیمت معدنیات جنگلات اور پیداوار کی بناء پر "زر و جواہر کی سرزمین" کہلائے اور اس طرح یہ علاقہ یورپین ممالک کی توجہ کا مرکز بنا۔

برٹش گی آنا

محلِ وقوع:۔ جنوبی امریکہ کے شمال میں خطِ استواء سے ذرا اوپر واقع ہے۔ اس کے شمال میں بحر اوقیانوس۔ جنوب میں برازیل۔ مشرق میں ڈچ گی آنا۔ اور مغرب میں وینزویلا کا علاقہ ہے۔

آب و ہوا:۔ معتدل ہے درجۂ حرارت ۹۰ اور ۷۰ فارن ہیٹ کے درمیان رہتا ہے۔ برسات کے دو موسم ہیں ایک مئی جون جولائی۔ اور دوسرا نومبر دسمبر

پیداوار:۔ زیادہ تر قہوہ۔ کوکو۔ دیگر مصالحہ۔ گنّا۔ کیلا۔ ناشپاتی پھل وغیرہ سستے داموں دستیاب ہوتے ہیں۔ مثلاً سنگترہ دو پیسے سے چار آنے سیر تک۔ کیلا دو آنے سے چھ آنے سیر تک۔ اسی نسبت سے دوسری اشیاء ملتی ہیں۔

معدنیات:۔ سونا۔ ہیرا۔ بکسائٹ جس سے ایلومینیم تیار ہوتی ہے جست اور قیمتی پتھر۔

آبادی:۔ دو قسم کی ہے۔ ایک مہذب اور دوسری غیر مہذب۔ اوّل غیر مہذب۔ ان کی بود و باش اور طرز زندگی وہی ہے جو امریکہ کے دریافت کئے جانے کے وقت تھی۔ یہ لوگ شہروں اور قصبوں سے دور جنگلات میں مختلف قبائل میں رہتے ہیں۔ اور ابرجنیز (Aborigines) یا بکس (Bucks) کہلاتے ہیں بعض تو بالکل ننگے اور بعض نیم عریاں حالت میں رہتے ہیں۔ اس کے باوجود ان میں حیوانی بد اخلاقی نہیں ہے۔

ان کی خوراک زیادہ تر سبزیاں پھل اور گوشت ہے۔

تیر اندازی اور گولہ باری کشتی رانی اور تیراکی میں ماہر ہیں۔ جنگلات میں سفر جنگلی درختوں کے لٹکتے ہوئے لمبے لمبے ریشوں کے ذریعہ کرتے ہیں۔ جن کو پینگ کی طرح جھولا کر ایک درخت سے دوسرے درخت تک پہنچ جاتے ہیں۔

مہمان نوازی میں زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں۔ اور جب تک کوئی مہمان ان کے رسم و رواج میں دخل نہ دے وہ اس کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔

مذہب:۔ ان کا کوئی مذہب نہیں۔ لیکن ہر قبیلہ کا ایک سردار ہوتا ہے جو مشکل امور میں ان کی رہنمائی کرتا ہے اور "پیامن" کہلاتا ہے۔

زبان:۔ مختلف قبائل کی اپنی اپنی زبان ہوتی ہے جو دوسرے قبائل سے قدرے مختلف ہوتی ہے۔ قبائل آپس میں ایک دوسرے کی زبان سمجھ لیتے ہیں۔ مگر مہذب علاقوں کے رہنے والے ان کی زبان نہیں سمجھ سکتے۔

دوم مہذب:۔ مہذب آبادی کا دارالخلافہ "جارج ٹاؤن" ہے جو ایک بندرگاہ ہے۔ برٹش گی آنا میں دوسرے درجہ کا شہر ایمسٹرڈم ہے۔

تقسیم ممالک:۔ ملک تین حصوں میں منقسم ہے۔

(۱) ایسیکوبو۔ Essequibo
(۲) بربائیس Berbice
(۳) ڈیمارارا Demerara

دریا:۔ ملک میں تین بڑے بڑے دریا ہیں۔ ملک میں مختلف قوموں کے لوگ آباد ہیں مثلاً یوروپین۔ افریقن۔ چینی۔ پرتگالی۔ اور ہندوستانی۔ کل مہذب آبادی پانچ لاکھ ہے جن میں ہندوستانی سب سے زیادہ ہیں انکی تعداد تین لاکھ پانچ ہزار ہے۔ جن میں چالیس ہزار مسلمان اور دو لاکھ پینسٹھ ہزار ہندو اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہندوستانی لوگ اس وقت گی آنا میں لائے گئے تھے جبکہ ہندوستان پر انگریزی راج کا دور دورہ تھا۔ حکومت وقت نے ۱۸۴۴ ہندوستانیوں کے ساتھ بعض معاہدات کر کے انہیں یہاں بھیجنا شروع کیا۔ اور اب یہ حالت ہے کہ ہندوستانی لوگ سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں بلحاظ دولت کے اور بلحاظ تعلیم کے انہی کی اکثریت ہے۔ بڑی بڑی جائدادوں کے مالک ہیں اور ملک کی کلیدی اسامیوں پر انہی کا قبضہ ہے ؛

بلا تبصرہ

یہ میلے!

میلہ سائیں گھوڑے شاہ!

"ماہ رمضان کے بیسویں روز منٹگمری میں سائیں گھوڑے شاہ کا سالانہ میلہ منعقد ہوا۔ اس میلہ کے لئے کئی ہفتوں سے بڑی دھوم دھام سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ میلہ شروع ہونے پر طوائفوں کا رقص کرایا گیا۔ اور سائیں صاحب ایک بہت بڑے تخت پوش پر حقّہ کی نے منہ میں لیکر رقص کا لطف اٹھاتے تھے۔ طوائفوں نے ان کے گرد حلقہ بنایا ہوا تھا گدی نشین کے عزیز و اقارب بھی اس کے نزدیک ہی تخت پوش پر بیٹھے تھے۔ ہر طوائف کے رقص کے بعد اسے "بیل" سے نوازا جاتا تھا۔ سب سے افسوسناک امر یہ تھا کہ میلہ جو کہ ماہ رمضان میں منعقد ہوا تھا۔ اس میں ہر قسم کی بےحیائی کا مظاہرہ کیا گیا۔ مجرے کے دوران میں حقہ۔ سگریٹ اور شربت کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ منٹگمری کے عوام حیران ہیں کہ متعلقہ حکام نے ماہ رمضان میں اس میلہ کی اجازت کیوں دی۔ اور احترام رمضان کمیٹی نے اپنے فرائض کو کہاں تک نبھایا"
(نوائے وقت ۱۲ جون)

"گذشتہ ہفتہ کے اہم واقعات میں سے میلہ بری امام نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یہ میلہ راولپنڈی سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر نور پور شاں میں بڑے کرّو فر سے لگتا ہے۔ جو امسال بھی لگا۔ مگر بعض حضرات کی طبع نازک پر یہ میلہ گراں گذرا۔ چنانچہ انہوں نے اخبارات میں شور مچایا ہے۔ اور حکومت کو نیک مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ اس کو فوراً بند کر دے۔ کیونکہ وہاں بٹیر بازی۔ قمار بازی اور رنڈی بازی کے علاوہ اور بہت سی بازیاں ہوتی ہیں"
(دہقان یکم جون)

ٹورنگ سینما!

"تاریخ تلہ گنگ میں ایک نئی رنگینی کا اضافہ ہوا ہے وہ ہے سینما۔ جو تلہ گنگ کی پبلک کو جدید اور ترقی پسند راہ پر ڈالنے کی کوششوں میں ہر وقت مشغول رہتا ہے نوجوان طبقہ پر اس ترقی کا کافی اثر پڑ چکا ہے۔ ہر لڑکا راج کپور اور ہر لڑکی نرگس بننے کی فکر میں مصروف اور نظر آتے ہیں۔ اگر تصدیق مقصود ہو تو ٹیلر ماسٹروں اور جنرل مرچنٹوں سے رجوع کر لیا جائے۔ ادھر نماز تراویح شروع ہوئی ادھر سینما کے لاؤڈ سپیکر ایک دو تین۔ "آجا موسم ہے رنگین" الاپنا شروع کر دیتے ہیں۔ نمازی طبقہ اس امر سے سخت نالاں ہے۔ لیکن کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا جا رہا"
(نوائے وقت ۸ مئی)

انکشاف!

"میاں صاحب مری میں تشریف رکھتے تھے کہ ان کے کسی زمانے کے ساتھی چوہدری عطاء اللہ جہانیاں نے لائل پور میں سیاسی کارکنوں کی ایک کنونشن بلائی جس میں مسلم لیگ کے نوجوان کارکنوں کے علاوہ شیخ حسام الدین مشہور احراری لیڈر اور بعض دوسرے کے کارکن مدعو تھے۔ لائل پور کے اس وقت کے مشہور غیر مسلم لیگی لیڈر رحمٰن عبدالقیوم اس کنونشن کے صدر تھے اس کنونشن میں چوہدری جہانیاں نے ایک بڑا اچھا اور معقول Thesis پیش کیا جس میں موصوف نے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ مسلم لیگ۔ اپنی موجودہ شکل میں بیکار ہوگئی ہے۔ اور اب ضرورت اس قسم کی تنظیم کی ہے جس کا خاکہ میں پیش کرتا ہوں۔

اس Thesis کا اسلوب فکر بالکل میاں ممتاز دولتانہ

کی ان باتوں سے ملتا تھا جو مجھے چند ماہ پہلے المتاز بن ان د زبان سے خود سننے کا اتفاق ہوا تھا۔ یہ "جہانیاں پارٹی" کچھ عرصہ بڑی مستعد رہی۔ اس کے زیر اہتمام پنجاب میں دورے بھی کئے گئے جن کا مالی بار چوہدری اٹھاتے رہے۔ دورے کرنے والوں میں شیخ حسام الدین۔ ماسٹر تاج الدین اور عبدالقیوم پیش پیش تھے۔"

(چٹان ۱۵ر جون)

خدمتِ خلق

خادم اور اُسکے معنے

خادم کے لفظ کے معنی پر غور تو کر کے دیکھو۔ اس کے معنے ہی خدمت کرنے والا ہیں۔ نوجوانانِ جماعت کو خدام کا نام دیا گیا ہے۔ جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنے ہیں کہ وہ خدمت کرنے والے "نوجوان ہیں۔

لکڑی کا کام کرنے والے کو بڑھئی کہتے ہیں۔ تجارت کا کام کرنے والا تاجر کہلاتا ہے۔ فوج میں کام کرنے والے کو سپاہی کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر بڑھئی لکڑی کا کام نہ کر سکتا ہو۔ تاجر تجارت نہ جانتا ہو۔ سپاہی بوقتِ ضرورت اپنے ملک اور قوم کی حفاظت نہ کرتا ہو تو وہ بڑھئی۔ تاجر یا سپاہی کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر خادم خدمت نہ کرتا ہو یا نہ کر سکتا ہو تو وہ خادم کہلانے کا حقدار نہیں۔

آیئے ہم اپنے نام پر غور کریں اور اسم بامسمیٰ ہو جائیں اپنوں کی خدمت ہی ہمارا مطمحِ نظر نہ ہو۔ بلکہ ہر قوم۔ ہر مذہب اور ہر ملت کے فرد کی خدمت ہمارا بلند مقصد ہو۔ سڑک سے ایک کانٹا اٹھانا بہت بڑے ثواب کا حقدار بنا دیتا ہے تو ایک بیمار کی تیمارداری۔ ایک یتیم کی خبر گیری۔ ایک بیوہ کی خدمت۔ بلکہ خدا کے ایک عام بندے کی خدمت کا کس قدر ثواب اور کس قدر اجر ملے گا۔

ہمارے امام نے اس اجتماع پر ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ خدام الاحمدیہ کے لئے حضور کے الفاظ لمحۂ فکریہ مہیا کرتے ہیں۔ یہ اہم شعبہ خدام کی غفلت کا شکار ہے آپ نے فرمایا

"اس وقت تک خدام نے خدمتِ خلق کے شعبے میں کوئی قابلِ ذکر اور نمایاں کام نہیں کیا۔ حالانکہ تمہیں چاہیئے۔ کہ تم اس ادارے کو خلقِ خدا کی سچی اور بے لوث خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ وسیع کرو۔"

خدمت کو اپنا شعار بناؤ۔ یہ تمہاری زندہ تبلیغ ہوگی۔ اگر آج عیسائی ریڈ کراس بنا کر عالمگیر خدمت کے ادارے کی صورت میں نام پیدا کر سکتے ہیں تو خدام الاحمدیہ بھی خلقِ خدا کی خدمت میں ضرور نمایاں ہو سکتے ہیں۔

میں مجالس کی خدمت میں گذارش کرونگا۔ کہ اپنے اس شعبے میں زندگی پیدا کریں۔ اپنی مساعی سے مرکز کو بھی آگاہ رکھیں۔ خواہ وہ کس قدر معمولی ہی کیوں نہ ہو۔

قائم مقام
مہتمم خدمتِ خلق

ادب اور مذہب

از
سید احمد ہمدانی

(ایڈیٹر کا مضمون نگار کے خیال سے متفق ہونا ضروری نہیں) (مدیر)

ادب کی تعریف میں نقادان فن کی الگ الگ رائیں ہیں۔ اور میرے خیال میں اس کی سب سے بڑی اور اہم وجہ باہم نقطۂ نظر کا اختلاف ہے کیونکہ ہر ایک اپنے اپنے مخصوص نظریئے کے تحت ادب کی تعریف کرتا ہے۔ لیکن مجموعی طور پر سبھی اس پر متفق ہیں کہ ادب انسانی جذبات اور خیالات و احساسات کا ترجمان ہوتا ہے۔ اور ہر وہ تحریر جس میں خیالات و جذبات کی عکاسی کی گئی ہو۔ کہ اس میں ایک قسم کا جمالیاتی احساس بھی پایا جائے۔ ادب کہلائے گی۔ پس ادب کے لئے متفقہ طور پر دو شرائط ضروری قرار دی گئی ہیں۔ کہ ایک تو انسانی خیالات و جذبات کا عکاس ہو۔ اور دوسری یہ کہ اس میں جمالیاتی احساس کی جھلک بھی پائی جائے۔

آیئے! ادب کی اس مختصر مگر جامع تعریف کے بعد اب ہم معلوم کریں کہ ادب کیسے معرض وجود میں آیا۔ اس امر کی تحقیق کے لئے ہمیں انسان کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالنی پڑے گی۔

انسانی تاریخ کے ابتدائی دور میں جب انسان جنگلوں اور غاروں میں رہتا تھا۔ تو وہ انسانی خصوصیات یعنی تہذیب و تمدن سے تقریباً بے بہرہ تھا۔ اور اس میں امتیاز و ادراک کا مادہ بہت کم تھا حتیٰ کہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ پھر ایک زمانہ آیا۔ کہ انسان میں اس کی خصوصیات ظاہر ہونے لگیں۔ اس کی قوت تمیز و ادراک اس کی رہنمائی کرنے لگی۔ اور وہ تمدنی زندگی کی جانب مائل ہوا۔ اس طرح جب اُسے اپنی اجتماعی ہستی کا احساس ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس پر واضح کیا۔ وَسَخَّرَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے وہ سب تمہارے تابع فرمان ہے) تو اس کے سامنے چند قوانین و ضوابط کا مجموعہ آیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

انسان کو اس کے خالق کے متعلق بتایا گیا کہ وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور اپنے خالق کی عبادت انسان کے لئے فرض عین ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اُسے کہا۔ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ۔ یعنی دنیا میں پُرامن رہنے کی تلقین کی۔ نیکی و بدی اور اوامر و مناہی کے قوانین و ضوابط بنائے گئے اور ان قوانین و ضوابط کے مجموعے کا نام تھا مذہب۔

چنانچہ اب مذہبی مسائل و اعتقادات کے لئے تبلیغ لازمی چیز تھی۔ کیونکہ انسانوں میں کئی ایسے تھے۔ جو گمراہ تھے۔ اور انسانوں کو بے راہ روی اور گمراہی سے روکنے کے لئے تبلیغ سے کام لینا پڑتا تھا۔ اور تبلیغ کے لئے ایسے ذرائع اور ایسے طریقے اختیار کرنے پڑتے تھے کہ تبلیغ گمراہ انسانوں پر اثر کر کے ان کو راہ راست پر لانے کا موجب ہو۔ پہلا طریقہ یہ تھا کہ قوت نطق سے کام لیا گیا اور اس کا نام تقریر تھا۔ اور پھر دوسرا طریقہ جو مختلف ادوار کے بعد رفتہ رفتہ کوئی کام سرانجام دینے کے قابل ہوا۔ تحریر تھا پس عملی طریق تبلیغ کے بعد تقریر و تحریر اشاعت حق کے دو طریقے تھے۔

انسان میں قوت احساس بھی ہے متمدن زندگی میں اسے بھی جلا حاصل ہوئی۔ چنانچہ جب انسان کو اپنے خالق سے زیادہ قرب کا موقعہ ملا۔ تو اس کے جذبات و احساسات نے خالق کے قرب سے متاثر ہو کر الفاظ کی صورت اختیار کر لی۔ یہ خالق کی حمد تھی۔ پیدا کرنے والے کی تعریف تھی اور اس کی مدح و ثنا تھی۔ اور پھر اسی طرح رفتہ رفتہ مختلف مراحل کے بعد اس تعریف اور مدح و ثنا نے ایک ایسا پیرایہ اختیار کر لیا کہ اسے حیطۂ تحریر میں لا کر بخوبی پھیلایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ تحریر کی اس

ارتقائی صورت کا نام ادب تھا۔ پس ظاہر ہے۔ کہ ادب کو معرض وجود میں لانے والا مذہب ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی نشوونما بھی مذہب کے ذریعہ ہی ہوئی۔

ادب اور مذہب کے اس قدیمی رشتے کو اشتراکیت کے پیرو بھی ایک رنگ میں تسلیم کرتے ہیں۔ مارکس کا ایک مقلد لکھتا ہے:

"پرانی ریاستوں میں ادب مذہبی تقریبوں کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔ یونانی اور رومی ڈرامے میں کم و بیش مذہبی عقیدوں کا ہی اظہار تھا۔ ہندوستان کے قدیم رزمیہ اور رہائش بھی دیوتاؤں کی دنیا کا جزو آثار اجاتا تھا۔ عیسائیت کے عروج کے وقت ادب اور خانقاہیں بہت قریب کی چیزیں تھیں۔ چرچ تعلیم و ادب کے مرکز تھے۔ برگزیدہ مذہبی پیشوا معلم کل سمجھے جاتے تھے۔ اسلامی ریاستوں میں بھی منبر ہی تعلیم و خطابت کا مرکز تھے"۔

بہرحال مطلب یہ ہے کہ ادب اور مذہب کا رشتہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ اس لئے کہ مذہب وہ سورج ہے جس نے ظلمات میں آکر روشنی بکھیری۔ مذہب نیکی اور خیر کا لازوال چشمہ ہے اور مذہب روشنی کا وہ درخشندہ مینار ہے جس کی کرنیں دُور دُور تک پھیل گئیں۔ اور ان میں سے ایک کرن "ادب" کہلاتی۔ پس ادب کا پودا مذہب کے بیلنے سے پھوٹا۔ اور مذہب نے ہی اسے پروان چڑھایا۔

ادب کے بعد نقاد ایسے بھی ہیں جو یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ادب مذہب کے ذریعہ سے ہی معرض وجود میں آیا۔ مگر یہ ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ اب بھی ادب اور مذہب میں وہی رشتہ قائم ہے جو قدیم زمانہ میں قائم تھا۔ (اور ہمارے خیال میں جو ابتک قائم ہے) بلکہ ان کا کہنا ہے کہ اس عہد کا ادب اس عہد کے اختتام کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔ اس کے جواب میں مَیں کہونگا کہ یہ ان کی کم نظری ہے۔ کسی عہد کا ادب اس عہد کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب ایک عہد ختم ہو جاتا ہے تو اس مختتم عہد کی قدر و قیمت ہماری نظروں میں بڑھ جاتی ہے۔ اور ہم اس سے سبق لیتے ہیں اور اسی کے سہارے آگے بڑھتے ہیں اسے ٹھکرا کر ہم کبھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور اگر نفسیاتی طور پر بھی ہم دیکھیں تو کوئی انسان بھی کلی طور پر ماضی سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ اور پھر ہمارا تو یہ ایمان ہے۔ کہ مذہب ایک لازوال اور کبھی نہ ختم ہونیوالا نہ مٹنے والا خزانہ ہے۔ اس لئے کم از کم ہم تو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ادب کسی عہد کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جب تک مذہب کا وجود قائم ہے ادب اس کے ساتھ رہے گا۔ اور صرف ادب ہی نہیں۔ بلکہ ہر وہ چیز جو مذہب کے وجود سے ظاہر ہوئی۔ تا قیامت اس کے ساتھ ساتھ جاری رہیگی اور اس کا تعلق مذہب سے وہی رہیگا جو پہلے تھا۔

آج کل کی موجودہ مغربی تحریکوں میں سے ایک تحریک یہ بھی ہے کہ مذہبی ادب کو ادب کہا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ تحریک زمانہ حال کے فلسفۂ مادیت کی پیدا کردہ ہے وہ لوگ چونکہ مذہب کے عقائد کو ہی تسلیم نہیں کرتے اس لئے مذہب سے متعلق ہر چیز ان کی نظر میں بے معنی ہی ہوگی۔ لیکن مذہبی ادب کو ادب کی حیثیت نہ دیتے ہوئے انہیں بہت سے حقائق کو جھٹلانا پڑے گا۔ قدیم زمانہ کے کلاسیکل ادب اور اس کی افادیت سے انکار کرنا پڑیگا۔ اور قدیم زمانہ کا ادب تقریباً تقریباً سب کا سب مذہبی عقائد و اخلاق کا مبلغ ہے۔ مذہبی شاعری کے ضمن میں اردو کا ایک بلند پایہ نقاد مذکورہ تحریک کی نسبت لکھتا ہے:۔

"کبھی کبھی جب ان (مذہبی محرکات) کا جذبہ الہامی ہو جاتا ہے تو اعلیٰ ترین شاعری پیدا ہو جاتی ہے جس کی عظمت سے انکار کرنا ظلم ہے"۔

اور پھر حیرت تو اس بات پر آتی ہے کہ اگر "عدلی مادیت" کے فلسفے کا پیرو شاعر ایک نظم اپنے کسی رہنما کی تعریف میں لکھتا ہے تو وہ نظم ہے۔ اور اعلیٰ درجے کی شاعری میں شمار کی جائیگی۔ لیکن اگر روحانی فلسفے کا پیرو یعنی مذہبی انسان اپنے خالق کی تعریف میں یا اپنے مذہبی رہنما یا مذہبی رہنما کی لائی ہوئی

کتاب کی تعریف میں کوئی نظم کہتا ہے اور اپنے عقیدت کے جذبات کا اظہار کرتا ہے تو وہ نظم نہیں ہے بلکہ شاعری میں شمار ہی نہیں کی جائے گی۔ اور پھر ازطرفہ تماشا ملاحظہ کیجئے۔ کہ رومانی (وقتی اور ہنگامی) جذبات کی ترجمان نظمیں شاعری میں داخل ہیں اور عقیدت ومحبت کے جذبات سے لبریز نظمیں شاعری میں شامل نہیں۔ ایسے ستم ظریفی نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟

الغرض اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں کہ ادب اور مذہب کا رشتہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور ابد تک چلا جا رہا ہے اور یہ رشتہ مذہب کے ساتھ ہی قائم رہے گا۔ اس کے ثبوت میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت ہمارے سامنے اسلامی عہد کا مذہبی ادب اعلیٰ ترین درجے کے ادب کی حیثیت رکھتا ہے شاعری میں مولانائے روم کی مثنوی ومعنوی اور شیخ مصلح الدین شیرازی کی اخلاقی شاعری اور ان کے نثری کارناموں کی افادیت سے کون انکار کر سکتا ہے اور ان کے سارے خیالات مذہب سے لئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے رنگ میں مذہب کی تبلیغ کی ہے

ضمنی طور پر یہ بتا دینا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ادب میں خیالات وجذبات کی عکاسی وترجمانی کے پیرائے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح زمانے کا رُخ بدلتا رہتا ہے۔ اسی طرح ساتھ ساتھ لوگوں کا رجحان ومذاق بھی بدلتا رہتا ہے لیکن چونکہ مذہب زمانے کا مقلد نہیں ہے اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ ادب بھی ایک جیسا رہے گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ادب کی تعریف تو وہی رہے گی۔ کہ ادب انسانی خیالات وجذبات کا ترجمان ہے، لیکن چونکہ مذہبی عقائد وخیالات ناقابل تغیر اور اٹل ہوتے ہیں (تا وقتیکہ خالق باری کوئی دوسرا رسل نہ بھیجے) اس لئے مرکزی مواد تبدیل نہیں ہو سکتا۔ لہذا ادب میں خیالات کا مرکزی مواد تو وہی رہے گا۔ لیکن زمانے کے رجحان ومذاق کے مطابق پیرایۂ بیان وطرز اسلوب بدل جائے گا۔ اور بات اس رنگ میں کہنی پڑے گی۔ کہ زمانہ اس کی طرف توجہ بھی کرے۔ ورنہ "طوطی کی آواز نقار خانے میں" والا معاملہ ہوگا۔

چنانچہ ادب میں مختلف اصناف مقرر ہیں جن کو ایسے مواقع پر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مثلاً آپ دیکھئے کہ تاریخ میں کبھی کبھی ایک ایسا دور بھی آتا ہے (گو یہ دور کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو) کہ لوگ شاعری کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ ان کے رجحان ومذاق کا رُخ شاعری کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ تو اس وقت اگر ایک عالم مقالات لکھنا شروع کر دے تو میرے خیال میں اس کا یہ طریق کلیۃً غلط ہوگا۔ کیونکہ اگر زمانہ بدل چکا ہے۔ اور لوگوں کا مذاق سراسر شاعرانہ ہے تو ان مقالات پر کون غور کرے گا۔ اس وقت ایک باحس ادیب ادب کی صنف شاعری کی طرف توجہ کرے گا لہذا اپنی آواز لوگوں تک پہنچائے گا۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے مذہبی رہنماؤں نے بھی شاعری کی طرف توجہ دی ہے صوفیائے کرام نے تو خصوصاً ادب کی اس صنف کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور اسلام کے مجددین میں سے امام ابو حامد غزالی[۱]۔ معین الدین چشتیؒ اور مرزا مظہر جانِ جاناں نے شاعری کی اور موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شاعری کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی شعر کہے اور آپ کے کلام کا مجموعہ کلامِ محمود موجود ہے۔ ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے کہ اسلام نے شاعری سے منع نہیں کیا۔ اسلام فنونِ لطیفہ کے قطعاً خلاف نہیں ہے لیکن اس صورت میں اسلام فنونِ لطیفہ کے زبردست خلاف ہے جبکہ فنونِ لطیفہ کو شرک کا ایک ذریعہ بنایا جائے۔ یا اسے تعیش اور لہو ولعب کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اور اسلام ہر اُس فن کی مخالفت کرتا ہے۔ جو شرک کو مواد دے۔ اور انسان کو لہو ولعب کی جانب مائل کرے لیکن اگر فن افادیت کا حامل ہوگا تو اسلام اس کی مخالفت کے حق میں نہیں ہے۔

مضمون کے آخر میں میں مختصر طور پر موجودہ زمانے کے رجحان ومذاق کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت موجودہ گزرتے ہوئے دور میں ہمارے سامنے ادب کی سب سے بڑی تین اصناف موجود ہیں:۔ تین اصناف مقالہ، نظم اور کہانی وغیرہ ہیں۔

۱۔ [illegible] الغزالی میں لکھتے ہیں کہ امام غزالی شاعری بھی [illegible]

مذہبی خیالات وعقائد کی اشاعت کے لئے سب سے زیادہ جو صنف استعمال کی جاتی ہے۔ وہ مقالہ ہے کیونکہ مذہب کے وسیع خیالات مقالات میں ہی سما سکتے ہیں۔ اور مقالات کی وسعت اس کی اجازت دیتی ہے۔ کہ وہ ہر عقیدہ یا خیال کو اپنے دامن میں جگہ دے اسی لئے مذہبی علماء وادباء نے مقالات کو ہی اپنے خیالات وعقائد کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور اسلامی مجددین میں تقریباً کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے مقالات لکھکر اس کی تجدید نہ کی ہو نقد اور علم الکلام وغیرہ کے لئے تو یہی ایک ذریعہ اظہار مقالات سو اسے خوب خوب استعمال کیا گیا۔ فلسفہ اخلاق، فقہ، تصوف اور دوسرے موضوعات پر بحث کرنے کے لئے مقالات لکھے گئے اور مقالہ کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ یہانتک کہ جب چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعودؑ کا ظہور ہوا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے بھی پر زور مقالات لکھکر دین اسلام کی تجدید کی ایسے مدلل مقالات تحریر فرمائے۔ کہ علماء انگشت بدندان رہ گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے موقعہ پر آپ کی عالمانہ عظمت کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے گئے۔ بے جانہ ہوگا۔ اگر ان کے دو حوالے پیش کر دیئے جائیں۔ "کرزن گزٹ" نے لکھا:۔

"اگرچہ مرحوم (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) پنجابی تھا۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندئ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔ ایک غیر احمدی اخبار نے لکھا:۔

"وہ شخص، وہ بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو ...... جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ (ہی) دنیا سے اُٹھ گیا ...... ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دُنیا میں نہیں آتے ...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں کسی تعارف کا محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔"

ان دو حوالوں سے ظاہر ہے کہ سلطان القلم کا لٹریچر جو سینکڑوں طویل مقالات پر مشتمل ہے مخالفین تک سے علمی وادبی عظمت تسلیم کرا چکا ہے۔ پس مقالات کی طرف نسبتاً دوسری اصناف کے زیادہ توجہ دی گئی۔ اس لئے کہ اشاعت حق کا موزوں ذریعہ یہی تھا۔

نظم ومقالہ کے بعد تیسری صنف کہانی ہے اور آج کی دنیا میں خصوصاً مذہبی و عقلی و علمی حلقوں میں ادب کی بدنام ترین صنف ہے۔ آج کی اصطلاح میں اسے "افسانہ یا ناول" کہا جاتا ہے۔ لیکن جب ہم گذشتہ اسلامی عہد کے ادب پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں فلسفۂ اخلاق کو پھیلانے کا سب بڑا ذریعہ کہانی ہی نظر آتی ہے۔ کہانیوں کے ذریعہ ہی اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ کیونکہ اخلاق کی اشاعت کا یہی ایک موثر ذریعہ تھا۔ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ۔ مولانا رومؒ اور شیخ فرید الدین عطارؒ فلسفۂ اخلاق کے مبلغ تھے۔ انہوں نے کہانیاں لکھیں۔ اور آج وہ ہمارے نزدیک ادبی شاہکار ہیں۔ ان کی ادبی حیثیت مسلّم ہے ان کی منظوم کہانیاں اسلامی مدرسوں کے نصاب میں داخل ہیں اور آج یہی صنف ہے جس کا موجودہ نام افسانہ یا "ناول" ہے۔ جس کو ہر جگہ بھول چڑھائی جاتی ہے۔ اور چاہیئے بھی۔ کیونکہ آج اس صنف کو خط

استعمال کیا جاتا ہے۔

مقالات، نظم کی اصناف کے متعلق مختصراً یہ ہے کہ موجودہ دور میں مقالات میں صرف اس قدر تغیر ہوا۔ کہ زبان سادہ و عام فہم استعمال کی جاتی ہے۔ ورنہ طرز بیان اور اسلوب وہی ہے۔ پیچیدہ عبارتوں کو چھوڑ کر آسان زبان میں مطلب واضح کر دیا جاتا ہے۔ تا قاری سمجھ سکے۔ رہی نظم۔ تو اس کا دامن کافی وسیع ہو چکا ہے۔ صوفیانہ خیالات و عقائد اس میں سما سکتے ہیں۔ تبلیغ روحانی کا مؤثر ذریعہ ہے۔ نصائح کو شاعرانہ رنگ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی مضامین باندھے جا سکتے ہیں اور آج کی دنیا کا ہر واقعہ و مضمون نظم کیا جا سکتا ہے۔

تیسری صنف کہانی ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ تفصیل سے کہنا چاہتا ہوں کہ اہل قلم طبقہ کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو فطری طور پر کہانی سننے کا شوق ودیعت کیا ہے۔ خود خدا تعالیٰ نے اپنی مقدس کتابوں میں مختلف امور کو پہلے زمانے کے نبیوں اور بزرگوں کے واقعات کی مثالیں دے دے کر واضح کیا ہے۔ اس لئے کہانی بھی ایک بہترین ذریعہ ہے تبلیغ کا — جو ہم ادب میں استعمال کر سکتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم کیسے لکھیں؟ مذہبی امور کو کہانیوں میں کیسے واضح کیا جا سکتا ہے؟ تو عرض ہے کہ موجودہ زمانے میں کہانیاں بیان کرنے کا کہنہ و فرسودہ طریق بدل چکا ہے۔ آج اگر آپ شیخ سعدیؒ و مولانا رومؒ کے رنگ میں کہانیاں لکھنا شروع کر دیں۔ تو وہ اذہان پر بہت کم اثر ڈالیں گی۔ کیونکہ انسان کی فطری خاصیت ہے کہ وہ یکسانگی سے اکتا جاتا ہے۔ وہ تجدید چاہتا ہے اسی لئے کہانی میں جدت چاہیئے۔ وہ کونسا موضوع ہے جسے آپ آج کی کہانی کے ذریعے بیان نہیں کر سکتے۔ آج کی کہانی ہر قسم کے مسائل کو سہار سکتی ہے۔ اور انہیں اپنے دامن میں جگہ دے سکتی ہے۔ خصوصاً اہل قلم خدام اسے اپنے خیالات کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ میں ذرا واضح طور پر سمجھا دیتا ہوں۔

"خالد" کے پہلے شمارے میں جناب ملک سیف الرحمن صاحب نے "احمدیت کا نفوذ" کے عنوان سے اپنے واقعات کہانی کی صورت میں بیان کئے کہ وہ کیسے احمدیت کی آغوش میں آئے۔ انہیں کس طرح تلاش حق احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے لازوال سرچشمے کی جانب لے آئی۔ اور انہوں نے بیعت کی۔ اور ہم میں کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے احمدیت کو اپنے اپنے مخصوص نقطۂ نظر سے دیکھا۔ اور پھر اسی نقطۂ نظر سے تحقیق شروع کی۔ اور جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اگر ہمارے اہل قلم حضرات مختلف لوگوں سے مل کر ان کے واقعات کو کہانیوں کی صورت دیکر لکھیں۔ تو کیا یہ تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ نہ ہوگا۔ ایسی کہانیاں، ایسے واقعات پڑھکر یقیناً خدام میں وسیع النظری پیدا ہوگی۔ اور ممکن ہے کہ کوئی بھٹکا ہوا انسان اسے پڑھکر غور و تدبر کی جانب مائل ہو۔ اور سعادت دارین حاصل کرے۔

پھر کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ایثار و قربانی میں لاثانی ہوتے ہیں۔ ان کا کام عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک عینی شاہد اسے جانتا ہے اور بیان کر سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کے ایثار و قربانی کے واقعات کو کہانی کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً مجھے یاد آتا ہے کہ "علم و عرفان" کے کسی شمارے میں جناب عبدالسلام اختر کی ایک کہانی "چراغ دین بہشتی" چھپی تھی۔ ایک ایسے بہشتی کی داستان تھی۔ جو سردیوں کے موسم میں کڑکتے جاڑوں میں بٹالے میں ایک مذہبی جلسے کے موقعہ پر پانی لانے کی خدمت سر انجام دیتا رہا۔ اور سردی کی پرواہ نہ کی۔ "قادیان کے چراغ دین بہشتی" کے یہ واقعات عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھے۔ لیکن جب ایک عینی شاہد یہ کہانی بیان کرتا ہے تو ہم میں سے ہر ایک ایثار و قربانی کے اس پیکر کی کہانی سے متاثر ہوگا۔ جس کا کام عام لوگوں کی نظروں میں کوئی مقام حاصل نہ کر سکتا۔ اور جس کا کام کس قدر معمولی تھا لیکن

کتنا اہم تھا۔

اس کے علاوہ کتنے ہی ایسے موضوعات ہیں جن پر ہم لکھ سکتے ہیں۔ غیر ممالک سے ہمارے مبلغین آتے ہیں۔ انہیں کن مشکلات پیش آتی ہیں۔ انہیں فاقے کرنے پڑتے ہیں۔ تکالیف سہنی پڑتی ہیں۔ مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ تبلیغ کے لئے ان مصائب کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ ہمارے لکھنے والے ان سے واقعات سن کر ان کو ترتیب دیکر ایک کہانی کی صورت میں پیش کر سکتے ہیں۔ تاکہ ان لوگوں میں جن میں بھی ایثار و قربانی کی عادت نہیں۔ ایثار و قربانی کا مادہ پیدا ہو۔

اگر ہم سوچیں تو جانے کتنے موضوع ہیں۔ کہ ہم ادب میں لا کر بیان کر سکتے ہیں اور یہ صرف مذہب کی خدمت ہی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس طرح ادب کا دامن بھی وسیع ہوگا۔ اور آنے والی نسلیں اس راستے کو ہموار پائیں گی — مذہب اور ادب کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور رہے گا۔ اس لئے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ادب ہے۔ اور پھر خصوصاً اس زمانے میں تو ادب کے ذریعہ ہی ہم مذہب کی بہترین خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔

اسلام ہمیں صلح و آشتی سے تبلیغ کرنا اور لوگوں کو توحید کی طرف بلانا سکھلاتا ہے۔ اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں قلمی جہاد کو افضل قرار دیا ہے یہ تلوار کا زمانہ نہیں ہے۔ یہ مجموعی طور پر قلم کا زمانہ ہے۔ قلم کی بادشاہت کا زمانہ ہے۔ اب قلم میں دو خاصیتیں مجتمع ہو گئی ہیں۔ اس میں تلوار کی کاٹ بھی ہے۔ نرمی بھی۔

اس لئے آؤ! ہم لوگوں کو نرمی سے بلائیں۔ اور اپنے قلم کے زور سے بلائیں۔ اور سعید روحوں کو اپنی جانب کھینچ لیں۔

غزل

(مصلح الدین احمد جڑانح راجیکی۔ از ربوہ)

دل دیکھے اپنی جان کو تڑپا رہا ہوں میں
اپنے کئے پہ آپ ہی پچھتا رہا ہوں میں

اس سے بھی کچھ سوا ہے میری زندگی کا حال
جو کچھ ترے پیار میں کہلا رہا ہوں میں

تیری نگاہِ لطف و عنایت کا شکریہ
چرخِ زمانہ ساز سے گھبرا رہا ہوں میں

دل کہہ رہا ہے مجھ سے میری لغزشوں کا حال
اور دل کو اپنے طور سے سمجھا رہا ہوں میں

کل جانے کیا دکھائے تیری چشمِ التفات
اب تک تو اس جہان کو جھٹلا رہا ہوں میں

انبیاء معصوم ہوتے ہیں

از:- یحییٰ فضلی - احمد نگر

عیسائیوں کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے - اور کیا جاتا ہے - کہ سوائے حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام نبی نعوذ باللہ من ذالک گناہ گار اور بدکار تھے - اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جو خود بدکار اور گناہگار ہو وہ دوسروں کو کیسے ہدایت دے سکتا ہے۔ نجات دہندہ تو صرف وہ ہو سکتا ہے جو معصوم عن الخطاء ہو - اور وہ تمام انبیاء میں صرف اور صرف حضرت مسیح ہیں پس تمام لوگوں کو آپ کی پیروی کرنی چاہیئے تا وہ نجات پا سکیں - اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ تمام نبی بدکار اور گناہگار تھے - وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں - کہ تمام نبی مغفرت مانگتے رہے - اس لئے کہ وہ گناہگار تھے - اگر وہ گناہگار نہ ہوتے تو انہیں مغفرت مانگنے کی ضرورت ہی نہ تھی -

صرف یہی نہیں کہ آجکل کے عیسائیوں کا یہ نتیجہ ہے - بلکہ انجیل میں بھی انبیاءؑ پر الزامات لگائے گئے ہیں - لیکن اس کے مقابل پر اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام بے گناہ اور معصوم تھے - میں اس مضمون میں یہی ثابت کروں گا کہ خدا تعالےٰ کے مامور معصوم ہوتے ہیں -

خدا تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تا لوگ ان کے پاکیزہ نمونہ سے نیکی کی طرف رجوع کریں لیکن اگر وہ خود بدکار ہوں گے تو وہ لوگوں کو کیا سبق دینگے - ایک بدکار سے کبھی یہ امید نہیں کی جا سکتی - کہ وہ کسی کو نیکی کا سبق دے - بلکہ وہ ہمیشہ دوسروں کو بھی بدکاری کی ہی تعلیم دے گا -

اگر خدا تعالےٰ کے مامور بدکار ہوں تو اس سے خدا تعالےٰ پر بھی اعتراض پڑتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا تعالےٰ بدکار لوگوں سے دوستی رکھتا ہے - اور ان کو ہی نبوت جیسے عہدہ جلیلہ پہ سرفراز فرما دیتا ہے - کیا وہ کسی نیک آدمی کو یہ عہدہ نہ دے سکتا تھا - اور کیا اس کی تعلیم اس قابل بھی نہ تھی کہ جس شخص پر اترتی - صرف اُسے ہی نیک بنا دیتی -

خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں کھلے الفاظ میں اس کی تردید فرما دی - کہ خدا تعالےٰ بدکار لوگوں کو اپنا دوست رکھتا ہے - جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ
نُؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ
رُسُلُ اللَّهِ ۘ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا
صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ
بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ۔ (انعام ع ۱۵)

یعنی جب انبیاء خدا تعالےٰ کا کلام یا نشانات لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو گنہگار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی براہ راست وہی نعمت ملے - جو اللہ کے رسولوں کو ملی ہے - تب ہم ایمان لائیں گے - یہ لوگ اپنے اعمال کو نہیں دیکھتے - اللہ تعالےٰ ان پر اپنا پاکیزہ کلام کیسے نازل کر سکتا ہے - جبکہ وہ گنہگار اور مجرم ہیں - اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے - کہ رسالت کس کو دینی چاہیئے - یعنی خدا تعالےٰ یہ خلعت اسی کو دیتا ہے جو پاکباز اور نیکوکار ہوتا ہے -

یہ نادان یہ نہیں سوچتے - کہ "کیا چشمے کے ایک منہ سے میٹھا اور کھاری پانی نکلتا ہے - کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو سکتے ہیں - اسی طرح کھاری چشمے سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا" (یعقوب باب ۳)

اگر انبیاء بدکار تھے - تو وہ بدکار اور گناہ گار ہوتے ہوئے نیکی کی تعلیم کس طرح دے سکتے تھے - اور کیا تم نے آج

تم نے کوئی ایسا بدکار دیکھا بھی ہے؟ جو نیکی کی تعلیم دیتا ہو۔ بدکار صرف اور صرف بدی کی تعلیم دے سکتا ہے۔ بالفرض اگر کوئی بدکار نیکی کی تعلیم دینے بھی لگ جائے۔ تو کون اس کی تعلیم پر عمل کرے گا جبکہ اس کا اپنا قول فعل سے مطابقت نہ کرے۔

انبیاء علیہم السلام تو محض خدا تعالیٰ کی مشینیں ہیں جس طرح وہ چاہتا ہے چلاتا ہے۔ اگر وہ چلنے کا حکم دیتا ہے تو وہ چلتے ہیں۔ اور اگر رکنے کو کہتا ہے تو وہ رک جاتے ہیں چنانچہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں جو کچھ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا اس کو لکھ لیتا تھا۔ تاکہ اس کو حفظ کر لوں پس بعض نے مجھ کو منع کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی بشر ہیں۔ کبھی غضب سے بھی کلام فرماتے ہیں۔ تو میں نے لکھنا ترک کر دیا۔ اور اس بات کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس ذات کی مجھکو قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو کچھ مجھ سے صادر ہوتا ہے خواہ قول ہو یا فعل وہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔"

اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کا ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت ہوتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى"۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنی مرضی سے نہیں کرتے۔ بلکہ ہر بات اس وحی کے مطابق ہوتی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔

غرض انبیاء علیہم السلام مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے تابع ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو سیدھے رستے کی طرف ہی چلائے گا یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ ان کو بدی کی طرف لگا دے۔

چنانچہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (یونس ع۲) یعنی اے نبی! مخالفین کو کہدے کہ میں ایسا نہیں کہ جھوٹ بولوں۔ میں تو چالیس سال سے تم میں رہ رہا ہوں۔ کیا تم نے میرا کوئی جھوٹ ثابت کیا۔ پھر کیا تم اتنی سمجھ نہیں رکھتے کہ جس نے کبھی کسی انسان پر بھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ وہ جھوٹ بولنے لگ جائے۔ اور وہ بھی خدا تعالیٰ پر۔ اگر آنحضرت صلعم میں کوئی عیب ہوتا۔ تو فوراً لوگ پیش کرتے۔ کہ تم میں فلاں عیب ہے فلاں عیب ہے۔ لیکن کوئی آدمی بھی سامنے نہ آیا۔ گویا سب کے نزدیک آپ کی زندگی عیوب سے منزہ تھی۔

یہاں پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی سہو یا اجتہادی غلطی ہو جاتی تھی۔ اگر انبیاء کے تمام کام خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتے ہیں۔ تو ان سے سہو کس طرح ہو جاتا تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ غلطی بھی وحی کی روشنی میں ہوتی تھی۔ جیسے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض دفعہ نماز میں سہو ہو گئی۔ یہ اس لئے تھا۔ تا اس سے دینی مسائل پیدا ہوں۔ اور ان کے حل بھی لوگوں کو معلوم ہو جائیں۔ تاکہ اگر ان سے کبھی اس قسم کی غلطی ہو جائے تو ان کو کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ آپ کے اس تعمل سے پتہ چل گیا۔ کہ ایسے موقعہ پر سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

اب مغفرت طلب کرنے کا مسئلہ حل طلب رہ جاتا ہے سو جاننا چاہیئے۔ کہ مغفرت طلب کرنا تو مومن کا خاصہ ہے کیونکہ فاسق اور بدکار وہی ہوتا ہے جو مغفرت نہیں مانگتا۔ خدا تعالیٰ ہی ایک ایسی ہستی ہے جو انسان کو گناہوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے تو پھر مومنوں کا تو ہر وقت یہی کام ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اس سے مغفرت مانگتے رہیں مغفرت لغت میں ڈھانکنے کو کہتے ہیں یعنی جس بلا یا گناہ کا اندیشہ بھی ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ اس لئے جو شخص خدا تعالیٰ سے مغفرت نہیں مانگتا۔ وہ شیطان ہے۔ کیونکہ شیط لغت میں مرنے کو کہتے ہیں یعنی وہ شخص خدا تعالیٰ کے اس روحانی چشمہ سے پانی حاصل نہیں کرتا۔ اور وہ مرجھا کر مر جاتا ہے۔ سب سے زیادہ مغفرت رسول کریم صلعم نے مانگی۔ اس لئے آپ کو سب سے زیادہ سرسبزی عطا کی گئی اور آپ تمام انبیاء کے سردار قرار پائے۔

خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ باوجود اس بات کے کہ جنتی لوگ جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے خداتعالےٰ سے استغفار مانگیں گے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

یعنی جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ لوگ اپنے مراتب میں بڑھنے کے لئے خداتعالےٰ سے استغفار مانگیں گے حالانکہ یعنی جب وہ ایک درجہ حاصل کر لیں گے۔ تو وہ دوسرا درجہ حاصل کرنے کے لئے دعا مانگیں گے۔ حالانکہ وہ جنّت سے نہ نکالے جائیں گے۔ اور نبیوں کی مثال بھی انہی کی طرح ہے وہ باوجود نبی ہونے کے اپنے مراتب کے بڑھنے کے لئے دعا مانگیں گے۔ گو جس طرح انہیں جنّت سے نہیں نکالا جائے گا۔ انہیں نبوت سے نہیں ہٹایا جائے گا۔ لیکن اس سے ان کے مراتب میں ترقی ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر نبی استغفار کرے تو اس سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا۔ کہ وہ نعوذ باللہ گناہ گار یا بدکار ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اعلیٰ منصب پر لے جانے کے لئے دعا مانگتا ہے ؛

بقیہ اسلامی فوج صـ۲۶ ؛ حضور نے خدام الاحمدیہ کا نام اسلامی فوج رکھا ہے اور حضور نے فرمایا ہے کہ ہماری فوج وہ نہیں جسکے ہاتھوں میں بندوقیں اور تلواریں ہوں بلکہ دلائل مذہبی عائیں اخلاق فاضلہ ہی ہماری توپیں اور یہی ہماری تلواریں ہیں انہی توپوں اور انہی تلواروں سے ہم نے تمام دنیا کے ادیان کو فتح کرنا ہے۔

اب آپ دیکھ لیں کہ آپ نے کس طرح دنیا پر چھانا ہے دلائل مذہبی اور اخلاق فاضلہ سے سو آپ اپنے فرض کو سمجھیے اور اصلاح نفس کیجیے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں بھی کریں۔ آؤ ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا کا پیغام پہنچاتے ہوئے اور اصلاح نفس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر سر رکھ دیں اس سے سچی محبت پیدا کریں اور تبلیغ میں دیوانہ وار لگ جائیں کہ باطل اپنی نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور حق اپنی برکات کے ساتھ دنیا پر۔

"ایک خط"

مکرمی محترمی جناب مینیجر صاحب خالد یا مدیر مسئول!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) میرا یہ خط شائع کر دیں اور میری آواز میرے بھائیوں تک پہنچا دیں مشکور ہونگا۔

(۲) میری خواہش تھی کہ رسالہ ہذا بہت جلد پندرہ روزہ کر دیا جائے۔ لیکن میں اپنے بعض خدام بھائیوں کے اس رویہ سے کہ اب تک ۳۵۰ خریداروں میں سے صرف ۵۰ نے چندہ ادا کیا اور بعض نے اطلاع دی کہ ہمارا پرچہ بند کر دیا جائے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ اور میں بہت شرمندہ ہوں۔

میرے بزرگ خدام بھائیو! حضور ایدہ اللہ کے جلسہ سالانہ کے ارشاد کو پھر پڑھو اور سوچو اور اپنے وقت اور مقام کو سمجھو اور مقدس مرکز ربوہ" ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو کے تقدس کی کچھ تو قدر کرو۔ کہ مردوں اور نوجوان مردوں کا مقدس مرکز ربوہ سے پہلا ماہنامہ جاری ہوتا ہے۔ آپ اتنی لاپرواہی کرتے ہیں کہ ۳۵۰ میں سے صرف ۵۰ نے چندہ ادا کیا ہے پھر افسوس کہ بعض لکھتے ہو کہ ہمارا پرچہ بند کر دیا جاوے۔ تم سے پہلے لجنہ نے مصباح جاری کیا۔ ان کی خریداروں نے کبھی ایسا لکھا؟ کہ پرچہ ہی بند کر دیا جاوے۔ افسوس صد افسوس! تم مرد اور نوجوان مرد۔ وہ عورتیں اور گھروں میں بند عورتیں اور تمہاری جیبوں کی محتاج عورتیں دفتر مرکزیہ بھی تم سے پہلے بنا گئیں۔ اور رسالہ بھی پہلے جاری کیا۔ اور اچھی حالت میں چلا رہی ہیں۔ خدا کی قسم جب رسالہ میں پڑھا کہ ۳۵۰ خریداران میں سے ۵۰ نے چندہ ادا کیا تو شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

"خدا کا واسطہ ایسا نہ کرو۔ اور لجنہ سے کسی میدان میں پیچھے نہ رہو" تمہارا نصب العین ہے کہ ہم کسی سے پیچھے نہ رہیں گے والسلام

خاکسار اپنے بھائیوں کی طرف سے بہت مجروح دل اور شرمندہ

قریشی محمد اکرم خادم احمدی قائد خدام الاحمدیہ حسن پور ضلع ملتان

خدام الاحمدیہ ... اسلامی فوج

(از جناب نشتر - اے - آر - منگلی - کوئٹہ)

حضور فرماتے ہیں :-

"خدام الاحمدیہ کا کوئی معمولی کام نہیں یہ نہایت ہی اہمیت کھنے والا کام ہے - اور درحقیقت خدام الاحمدیہ میں داخل نا اور اس کے مقرر کردہ قواعد کے ماتحت کام کرنا ہے اور ایک سلامی فوج تیار کرنا ہے -

مگر ہماری فوج وہ نہیں جس کے ہاتھوں میں بندوقیں یا اریں ہوں بلکہ دلائل مذہبی - دعائیں اور اخلاق فاضلہ ی ہماری توپیں اور یہی تلواریں ہیں - انہی توپوں نہی تلواروں سے ہم نے دنیا کے تمام ادیان کو فتح کے اسلام کا پرچم لہرانا ہے - اور ان پر غلبہ و تدار حاصل کرنا ہے - اور اگر نوجوانوں میں یہ مہم جاری تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد ایک نہایت ہی لی درجہ کی مسلح فوج تیار کر لیں گے جس کے مقابلہ میں کوئی ن نہیں ٹھہر سکے گا - میں دیکھ رہا ہوں - کہ سلسلہ پر کیا کیا حملہ جائے گا -

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے ان حملوں کا کیا ب دیا جائیگا - ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں جود ہے اور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں در حقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم ربیت ہے اس فوج کی جس فوج نے احمدیت کے نوں سے مقابلہ میں جنگ کرنی ہے - جس نے احمدیت کے ڈے کو فتح اور کامیابی کے ساتھ دشمنوں کے مقام پر گاڑنا - بے شک وہ لوگ جو ان باتوں سے واقف نہیں - وہ ی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے - کیونکہ آج نوجوانوں کی ٹریننگ ان کی تربیت کا زمانہ ہے - اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے - لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا - مگر جب قوم تربیت پاکر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے - درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے -

جس دن یہ روح ہماری جماعت میں پیدا ہو جائے گی اس دن جس طرح باز چڑیا پر حملہ کرتا ہے اور اس کو توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے - اسی طرح احمدیت اپنے شکار پر کرے گی اور تمام دنیا کے ملک چڑیا کی طرح اس کے پنجہ میں آجائیں گے - اور دنیا میں اسلام کا پرچم پھر نئے سرے سے لہرانے لگ جائے گا" (الفضل ۷ راپریل ۳۹ء)

احباب کے سامنے حضور کا خطبہ ہے اب آپ دیکھئے کہ کیا آپ نے وہ کام پورا کر دیا یا کر رہے ہیں - اگر نہیں تو پھر آپ کو چاہیئے - کہ آج سے ہی جس جگہ مجلس خدام الاحمدیہ قائم نہیں - قائم کیجئے - اور اس کے مقرر کردہ قواعد کے ماتحت کام کریں - ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ تمام اسلامی مسائل کو اچھی طرح سے جانتا ہو - دوسرے اپنے اخلاق کو بلند کرے - اور ایسے اخلاق فاضلہ اس کے اندر پائے جاتے ہوں جن سے لوگ خود بخود کھنچے آئیں -

آپ کا فرض ہے کہ آپ تبلیغ و تربیت پر زور دیں اور پھر خدمت خلق پر زور دیں - آپ کو معلوم ہونا چاہیئے - کہ حضور نے اسی خطبہ میں فرمایا ہے - کہ میں دیکھ رہا ہوں جماعت پر کیا کیا حملہ کیا جائے گا - اور ان کا ہماری طرف سے کیا جواب دیا جائیگا - تو حضور فرماتے ہیں کہ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اور اس کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہے -

(باقی دیکھو صفحہ ۲۵ کالم اول)

شوریٰ خدام الاحمدیہ ۵۲ء کے فیصلہ جات

گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خدام الاحمدیہ کی مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوئی تھی جس کے تین اجلاس ہوئے تھے۔ پہلے اجلاس میں ایجنڈا میں مندرج تجاویز پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اور دوسرے دو اجلاس میں ان سب کمیٹیوں کی سفارشات پر غور کیا گیا۔ ذیل میں ایجنڈا کی مطبوعہ تجاویز مع سفارشات سب کمیٹی درج کر کے ان کے آگے فیصلہ درج کیا جاتا ہے تا مجالس اس کے مطابق عمل کریں۔

تجویز نمبر ۲ مطبوعہ ایجنڈا میں شامل نہیں۔ یہ بعد میں آئی تھی۔ لیکن چونکہ اہم تھی۔ اس لئے مجلس عاملہ مرکزیہ نے اس کو ایجنڈا میں شامل کرنے کے لئے خاص اجازت دی تھی۔

(نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

۱۔ اصل تجویز:۔ بر موقع سالانہ اجتماع علمی مقابلے ہوتے ہیں جن میں ہر استعداد کے خدام (مولوی فاضل و غیر مولوی فاضل طلبہ جامعہ احمدیہ وغیرہ) حصہ لیتے ہیں جب غیر مولوی فاضل و غیر طلبہ جامعہ کو پتہ چلتا ہے کہ مولوی فاضل و طلبہ جامعہ جو دینی علوم حاصل کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں تو مقابلے کے لئے کم ہمت پڑتی ہے۔ صرف شائقین صاحبان ہی تقاریر کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ وہ مقابلے کی غرض سے سٹیج پر نہیں آتے۔ لہذا علمی مقابلے دو قسم کے ہونے چاہئیں۔ ایک اعلیٰ علمی مقابلے جن میں مولوی فاضل اور طلبہ جامعہ وغیرہ شامل ہوں اور دوسرے عام علمی مقابلے جن میں متوسط درجے کے خدام شامل ہوں۔ اعلیٰ علمی مقابلے میں متوسط درجہ کے خدام کو شامل ہونے کی اجازت نہ ہو لیکن عام علمی مقابلوں میں مولوی فاضل یا طلبہ جامعہ وغیرہ کو شامل ہونے کی اجازت نہ ہو اس طرح دونوں قسم کے خدام کو مقابلہ کرنے کا موقعہ مل جائیگا۔ اور ان کی حوصلہ افزائی بھی ہو سکے گی۔ (مجلس سرگودھا)

سفارش سب کمیٹی تعلیم:۔ یہ تجویز بعض عملی مشکلات کی وجہ سے موجودہ حالات میں قابل عمل نہیں لہذا کمیٹی شوریٰ کے سامنے اس تجویز کے پاس کئے جانے کی سفارش نہیں کرتی۔ سب کمیٹی کے نزدیک شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اختیار کردہ موجودہ طریق پر ہی عمل ہوا کرے۔

فیصلہ شوریٰ:۔ ایک سے زائد مقابلے ہوا کریں۔

اس بارہ میں تین ترامیم پیش ہوئیں۔

۱۔ علمی مقابلوں کے دو درجے ہوں۔ ۲۳ ووٹ۔

۲۔ علمی مقابلوں کے تین درجے ہوں۔ ۵۰ ووٹ

۳۔ ایک ہی درجہ رہے۔

فیصلہ:۔ نمائندگان مجلس شوریٰ کا فیصلہ صدر مجلس کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ اگر آپ نے ہمارے فیصلہ کو منظور فرما لیا تو ان درجوں کی تفصیل اور دیگر امور کے متعلق مجلس عاملہ مرکزیہ ایک ماہ تک مجالس کو آگاہ کر دے گی۔

(نوٹ) صدر مجلس کو اکثریت کے فیصلہ سے اتفاق ہے۔ آئندہ علمی مقابلوں کے تین درجے ہوں گے۔

۲۔ اصل تجویز:۔ آئندہ قائد بااعتبار اپنے عہدہ کے لحاظ سے مجلس شوریٰ کے ممبر ہوا کریں۔ باقی نمائندگان کا انتخاب ہوا کرے۔ قائد اور زعیم اپنی مجالس کے نمائندگان کی اس تعداد میں شامل ہونگے جن کا مجلس کو شوریٰ میں بھیجنے کا حق

سفارش سب کمیٹی تعلیم:۔ سب کمیٹی متفقہ طور پر اس تجویز کے حق میں ہے اور سفارش کرتی ہے کہ اسے پاس کیا جائے۔ لیکن یہ ضروری ہو کہ اگر کسی مجلس کا قائد یا زعیم کسی معذوری کی بناء پر شوریٰ میں شرکت نہ کر سکے تو اس کا نمائندہ بھی مجلس کی طرف سے منتخب شدہ ہو۔ گویا قائد یا ... کو یہ حق نہ ہو کہ وہ اپنی بجائے کسی اور خادم کو نامزد کر دے

فیصلہ شوریٰ:۔ صرف قائد ہی اپنے عہدہ کے لحاظ سے تربیتی کا ممبر ہوا کرے؛

۳۔ اصل تجویز:۔ شعبہ مال کے لئے بیت المال کی طرح مرکز خود رجسٹر چھپوائے اور مجالس مول خریدیں۔ تا آمد و خرچ کا باقاعدہ ریکارڈ رہے یا پھر جو کالم مرکز مقرر کرے وہ تمام مجالس کو بھجوائے جائیں۔ اور اس کے مطابق اپنے ان رجسٹر تیار کرلیں۔ (چک ۱۲۱ گوکھووال)

جس طرح جماعت کے دیگر چندہ جات کا حساب مرکز کی طرف سے شائع شدہ رجسٹرات میں رکھا جاتا ہے اس طرح آئندہ خدام الاحمدیہ کے چندہ جات کے لئے دفتر مرکزیہ کی طرف سے شائع شدہ رجسٹرات میں حساب رکھنا چاہیئے۔ تاکہ خدام الاحمدیہ کا مالی نظام مضبوط اور باقاعدہ اور مفید ہو سکے۔ (حلقہ الف ربوہ)

سفارش سب کمیٹی مال:۔ سب کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ شعبہ مال مجلس مرکزیہ رجسٹروں کے فارم چھپوائے اور مجالس قیمتاً مرکز سے خرید کریں۔ ہر مجلس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ حساب ان مقررہ فارموں پر رکھیں۔

فیصلہ:۔ مرکز صرف فارم چھپوا کر مجالس کو بھجوا دے مجالس خود اپنی حیثیت و ضرورت کے مطابق ان کے آخری صفحہ پر وہ فارم چسپاں کر لیا کریں۔ فارم کا سائز فلسکیپ کاغذ کے مطابق ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ آسانی سے مل سکتا ہے۔

۴۔ اصل تجویز:۔ مجلس مرکزیہ بعض اوقات خود مجالس مقامی کے ذمہ معین رقوم مختلف مدات میں لگا دیتی ہے اگر ایسا کرنے سے پیشتر مجلس متعلقہ سے استفسار کر لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ (کراچی)

سفارش سب کمیٹی مال:۔ شوریٰ کے پہلے اجلاس میں مجلس کراچی کے واپس لینے کی وجہ سے ساقط ہو چکی ہے۔ اس لئے پیش نہیں ہوئی؛

۵۔ اصل تجویز:۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم اس رنگ میں کی جائے اگر ایک خادم ایک مجلس سے دوسری مجلس میں جائے تو پہلی براہ راست دوسری مجلس کو اطلاع دے کہ فلاں خادم آپ کی جماعت میں آرہا ہے۔ یا پھر مرکز میں اطلاع کر دی جائے اور مرکز خود اطلاع دے۔ نیز خادم اپنے چندہ کا سرٹیفکیٹ پیش کرے کہ اس کے ذمہ پہلی مجلس کا کوئی بقایا نہیں اگر خادم کے ذمہ کوئی بقایا ہو تو وہ پہلے وصول کر کے مجلس مذکورہ کے حساب میں جمع کرا دیا جائے۔ (چک ۱۲۱ گوکھووال)

سفارش سب کمیٹی مال:۔ سب کمیٹی تجویز ۵ کی مندرجہ ذیل ترامیم کے ساتھ سفارش کرتی ہے۔ جملہ مجالس ہائے خدام الاحمدیہ کو ہدایت کی جائے۔ کہ اگر ایک خادم ایک مجلس سے دوسری مجلس میں جائے۔ تو پہلی مجلس حتی الوسع دوسری مجلس کو اطلاع دے کہ فلاں خادم آپ کی مجلس میں آیا ہے نیز اس کے چندے اور بقایا کے متعلق بھی آگاہ کرے اور جو مجلس بقایا وصول کرے گی چندہ اس مجلس کے حساب میں شمار ہوگا۔

فیصلہ:۔ اکثریت اس طرف ہے کہ مجلس براہ راست دوسری مجلس کو اطلاع دے۔ مناسب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے مجالس میں تعلقات بڑھیں گے۔ نیز جس مجلس سے خادم جائے۔ اس کا اخلاقی فرض بھی ہے۔ کہ وہ دوسری مجلس کو اطلاع دے؛

۶۔ اصل تجویز:۔ گذشتہ سے پیوستہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام سے یہ عہد لیا تھا کہ:۔

(۱) میں خود تحریک جدید کے دفتر دوم میں اپنی توفیق کے مطابق حصہ لوں گا۔ (۲) جو احمدی اب تک اس میں شامل نہیں انہیں شامل کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ (۳) اپنے وعدے اور دوسرے احمدیوں کے وعدہ کو مقررہ میعاد کے اندر اندر ادا کروانے کی کوشش کروں گا۔

مجالس میں معتد بہ تعداد ایسے خدام کی ہے جو دفتر دوم میں شامل نہیں۔ لہذا نمائندگان مشورہ دیں کہ کیا ذرائع اختیار

کئے جائیں۔ جن سے احسن طور پر اپنے امام کی طرف سے عائد کردہ اس ذمہ داری کو نبھا سکیں۔ (مہتمم مال)

سفارش سب کمیٹی مال:۔ سب کمیٹی مندرجہ ذیل سفارشات کرتی ہے:۔

(۱) انسپکٹران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بوقت دورہ تحریک جدید دفتر دوم کی طرف بھی خاص توجہ دیں۔

(۲) کم از کم دو ماہ میں ایک مرتبہ اجلاس عام میں تحریک جدید کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات پڑھ کر سنائے جائیں یا کوئی ایک تقریر ضرور رکھی جائے۔

(۳) بذریعہ وفود ہر ایک خادم کو تحریک کی جائے۔

(۴) اگر یکمشت وصولی ممکن نہ ہو تو شرح سالانہ بااقساط ادائیگی کی تحریک کی جائے۔

(نوٹ) اب چونکہ مرکز میں مہتمم تحریک جدید کا اضافہ کر دیا گیا ہے جس کی تتبع میں مقامی مجالس میں بھی ناظم تحریک جدید کا تقرر لازمی ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ اس سے بھی بہتر نتائج پیدا ہو سکیں گے (انشاء اللہ)

فیصلہ:۔ بہ کثرت رائے کی وجہ سے سب کمیٹی مال کی جملہ سفارشات کو جو تجویز ۶ کے ماتحت انہوں نے کی ہیں منظور کرتا ہوں۔

۷۔ اصل تجویز:۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے کاموں کے لئے انصار سے عطیہ جات وصول نہ کئے جائیں۔ بلکہ ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ مجلس خود ہی اپنی ضروریات پوری کرے۔ اگر شرح چندہ کم ہے تو شرح بڑھا دی جائے۔ اور اگر شرح ٹھیک ہے اور وصولی باشرح نہیں ہو رہی تو باشرح چندہ وصول کرنے کا انتظام کیا جائے۔ عطیہ جات وصول کرنا ایک تو معیوب ہے دوسرے سلسلہ کی اور کئی مدات ہیں یہ بیفائدہ ایک مزید مد بن جاتی ہے جتنی الوسع اس سے پرہیز بہتر ہے (مجلس سرگودہا)

سفارش سب کمیٹی مال:۔ سب کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ اس تجویز کو منظور نہ کیا جائے۔

فیصلہ:۔ بہ کثرت رائے پر سرگودھا کی تجویز رد کرتا ہوں۔ اور فیصلہ کرتا ہوں کہ عطیہ جات ہر رنگ میں لے لئے جائیں۔

۸۔ اصل تجویز:۔ مقامی مجالس کو چندے کا ۱/۳ حصہ بطور گرانٹ دیا جاتا ہے۔ آئندہ کے لئے یہ قاعدہ منظور فرمایا جائے۔ کہ یہ گرانٹ صرف ان مجالس کو دی جائے۔ جو اپنے مشخصہ بجٹ کا اسی فیصدی پورا کر دیگی۔ (مہتمم مال)

سفارش سب کمیٹی مال:۔ ایجنڈا کی تجویز ۸ مجلس شوریٰ میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ یہ دستور اساسی کے خلاف ہے جس طرح مجلس ربوہ کی تجویز متعلقہ زیادتی حصہ چندہ ربوہ اس بناء پر مجلس مرکزیہ کی طرف سے رد کر دی گئی۔ شوریٰ میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

فیصلہ:۔ رپورٹ سب کمیٹی منظور ہے۔

۹۔ اصل تجویز:۔ بجٹ آمد و خرچ مجلس خدام الاحمدیہ بابت سال ۵۴-۵۳ء مطبوعہ بجٹ بغرض ملاحظہ ارسال ہے۔

سفارش سب کمیٹی مال:۔ بجٹ کے متعلق سب کمیٹی ذیل کی سفارشات کرتی ہے:۔

(۱) بجٹ صفحہ ۱ میں لفظ گرانٹ کی بجائے دستور اساسی کے قاعدہ ۲۰۰ کی بناء پر لفظ حصہ ہونا چاہیئے۔

(۲) سب کمیٹی کے نزدیک بجٹ میں یہ نقص ہے کہ اس سے یہ علم نہیں ہو سکتا۔ کہ مجلس نے سال گذشتہ میں کن کن مدات میں کیا کیا اخراجات کئے ہیں۔ اور آیا ان کا بجٹ تخمینہ خسارہ میں رہا یا فاضل۔ اس لئے سب کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ آئندہ تخمینہ بجٹ میں سال گذشتہ کی تفصیلات خرچ بھی درج کی جایا کریں۔ اگر تخمینہ بجٹ فاضل رہا ہو تو اس فاضل رقم کو نئے سال کے بجٹ میں آمد کے طور پر ظاہر کیا جائے۔ یعنی بیلنس شو کیا جائے۔ اور خسارہ ہو تو خسارہ ظاہر کیا جائے۔

(۳) بجٹ صفحہ ۵ تفصیل اخراجات عملہ سب کمیٹی کے

نزدیک عملہ میں کسی قسم کی کمی کی ضرورت نہیں۔

(۴) بجٹ صفحہ ۱۶ تفصیل سائر اخراجات۔ تفصیل سائر اخراجات پر بحث کے دوران میں شق ۱۲ مد سفر خرچ کے بارے میں ایک تجویز پیش ہوئی۔ کہ سفر خرچ کو دو حصوں میں ظاہر کیا جایا کرے یعنی انسپکٹروں کا سفر خرچ علیحدہ اور مہتممین کا علیحدہ۔ بحث کے بعد کثرت رائے سے مندرجہ ذیل فیصلہ ہوا۔

"یہ شق اپنی موجودہ صورت میں ہی رہے"

اس کے بعد سب کمیٹی نے متفقہ طور پر اخراجات تفصیل سائر کو منظور کرنے کی سفارش کی۔

(۵) اخراجات شعبہ جات بجٹ صفحہ ۱۶۔ سب کمیٹی کثرت رائے سے اخراجات شعبہ جات کی منظوری کی سفارش کرتی ہے۔

(۶) متفرق اخراجات صفحہ ۷۔ سب کمیٹی متفرق اخراجات سال ۵۳-۵۴ء کی منظوری کی سفارش کرتی ہے۔

(۷) مشروط بآمد اخراجات صفحہ ۷۔ سب کمیٹی متفقہ طور پر اس کی منظوری کی سفارش کرتی ہے۔

فیصلہ:۔ رپورٹ سب کمیٹی منظور ہے۔

تمثیلیہ

انوکھا سکول

عرصہ گذرا ایک سکول قائم کیا گیا۔ شروع شروع میں تھوڑے سے طالبعلم داخل ہوئے اسلئے ان کیلئے ایک ہی استاد مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ یہی دستور رہا لیکن جب طالبعلموں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو استادوں کی تعداد بھی بڑھا دیگئی۔ ہیڈ ماسٹر استادوں کی رہنمائی کرتا۔ وہ اس کے حکم کے مطابق تعلیم دیتے امتحانات ہوتے اور لائق طلبا کو انعامات دیئے جاتے۔

قیام سکول کے وقت ہیڈ ماسٹر سے ایک شخص کا تنازعہ ہو گیا تھا وہ ہر وقت اس بات کیلئے کوشاں رہتا تھا کہ کسی طرح طلباء کو اس مدرسہ میں جانے سے روکا جائے۔ وہ انہیں ملتا اور کہتا "استاد تمہارے دشمن ہیں یہ تمہارا وقت ضائع کرتے ہیں میری طرح آزاد پھرو کہاں یہ بوجھ اٹھا لیا ہے"۔ بہت سے لوگ اسکے پھندے میں پھنس بھی جاتے۔ اور تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیتے۔ پہلے تو یہ دستور تھا کہ ہیڈ ماسٹر ضرورت کے مطابق احکام بھیجا کرتا تھا لیکن اب ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی کتاب قواعد و ضوابط کی بنائی جائے تاکہ اسکے مطابق عمل کیا جائے۔ اسلئے ہیڈ ماسٹر نے ایک کتاب تیار کی جس میں احکام درج تھے۔ یہ کتاب ایک لائق استاد کو دیدی گئی لیکن احکام بھیجنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جب اس کتاب کو رائج ہوئے عرصہ ہو گیا اور وقت کی ضروریات بڑھ گئیں تو ہیڈ ماسٹر نے ایک اور کتاب تیار کی۔ اور وہ بھی حسب سابق ایک لائق استاد کو دی طلباء نے شور مچایا کہ پہلی کتاب کی موجودگی میں اسکی کیا ضرورت ہے لیکن آخر یہ اعتراض دب گئی اور اس کتاب کے مطابق عمل شروع ہو گیا۔ آخر ضروریات بڑھیں۔ تو ایک تیسری کتاب تیار کی گئی۔ طلباء نے پہلے کی طرح عمل کرنے سے انکار کر دیا استاد کو زدوکوب کیا لیکن آخر اسکے مطابق عمل شروع ہوا۔ ساتھ ہی ضرورت کے مطابق احکامات کا طریق جاری رہا۔

جب ہیڈ ماسٹر نے دیکھا کہ جلدی جلدی قواعد کی کتابیں بدلنا اچھا نہیں تو اس نے ایک جامع کتاب تیار کی جس میں ہر طرح کے قوانین کو بیان کیا گیا تھا۔ اور اعلان کیا گیا کہ یہ کتاب تمام سابقہ کتب سے اعلیٰ ہے اور اسکو حاصل کرنیوالا استاد تمام اساتذہ سے افضل اور مقرب ہے۔ اسکی تعلیم چونکہ سب اساتذہ کی تعلیم سے اعلیٰ ہے اسلئے اسکی تعلیم کو پھیلانے کیلئے اسکے بعد کوئی استاد مقرر نہیں کیا جائیگا۔ چونکہ اسکے طالبعلم تمام سابقہ طلباء سے زیادہ پسندیدہ اور لائق ہیں اسلئے انہیں کوئی انعام نہیں دیا جائیگا۔ اور نہ ہی ہیڈ ماسٹر طلباء کی رہنمائی کیلئے کوئی حکم جاری کریگا۔ اور نہ ہی کسی کو ملاقات کی اجازت ہوگی۔" اس استاد کے بعد یہ حالت ہو گئی ہے کہ طالب علم بھٹکتے پھرتے ہیں اور کوئی پڑھانیوالا نہیں اسلئے کہ ایک جامع کتاب جو اُن کے پاس موجود ہے! ان حالات کو دیکھ کر اس شریر نے اپنے پروپیگنڈا کو تیز کر دیا کہ اب تو میری باتوں کو مان لو۔ جب تمہاری تربیت کیلئے وہاں استاد ہی موجود نہیں اور جب ہیڈ ماسٹر تمہاری درخواستوں پر غور نہیں کرتا۔ تو تمہیں وہاں کیا ملے گا۔ آؤ۔ آزاد پھرو"۔

سائنس زبردست دلیل کا طالب علم جواب نہیں دے سکتے۔ اور...... انکا بڑا حصہ انکے ساتھ ملتا جاتا ہے ــــــ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس سے مراد کونسا سکول ہے۔ اور اس کہانی سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

ھُوَ النَّاصِرُ　　خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

سالانہ رپورٹ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

از ۴ فروری ۱۹۵۲ء تا ۳ فروری ۱۹۵۳ء

(قسط اوّل)

ھمیں افسوس ھے کہ ناسا عد حالات کی وجہ سے یہ رپورٹ اس سے پہلے ھم آپکی خدمت میں پیش نہ کر سکے۔ مارچ سے لیکر جون تک حالات ھمارے قابو میں نہ تھے۔ الحمدللہ کہ اب حالات بہتر ھیں۔ الحمد للہ۔
اب رسالہ اپنے پہلے حجم پر شائع ھو رھا ھے اور ھم سالانہ رپورٹ کی پہلی قسط آپ کی خدمت میں پیش کر رھے ھیں۔　　(مدیر)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ خدام الاحمدیہ ۴ فروری ۱۹۵۳ء سے اپنی عمر کے سولہویں سال میں داخل ہو چکی ہے۔ گذشتہ پندرہ سال کا عرصہ کس طرح گذرا۔ مجلس کو اس بارہ میں کیا کیا مشکلات پیش آتی رہیں۔ ان سے وہ طبقہ خوب واقف ہے جسے خدام الاحمدیہ میں دلچسپی ہے۔ اور جو اس کی تنظیم کی تکمیل میں کوشاں رہتا ہے۔ گذشتہ سال میں جماعت پر مخالفین کی طرف سے جو جو حملے کئے گئے اور جس جس رنگ میں جماعت کو مرعوب کرنے کی کوشش کی گئی۔ احباب میں حضرات اس سے آگاہ ہیں۔ خدام الاحمدیہ جماعت کا ہی حصہ ہے۔ اس سے الگ نہیں اس کا بھی ان حالات سے متاثر ہونا ضروری تھا۔ اور ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے جو کوشش جماعت کی طرف سے کی گئی۔ اس میں خدام نے نمایاں حصہ لیا۔ ہر مقام کی مجلس اپنے حالات کے مطابق کام کرتی رہی۔ مقامی حالات سے تو مقامی خدام خوب آگاہ ہیں لیکن اس دوران میں مرکز کے توسط سے جو کام ہوئے ہیں ان کی مختصر رپورٹ انشاء اللہ بالاقساط رسالہ خالد میں پیش کی جائے گی۔ پہلی قسط پیش ہے۔ چونکہ شعبہ جات کے کام کی تفصیل بعد میں آئیگی اس لئے جملہ مجالس سے درخواست ہے کہ وہ اپنی سالانہ رپورٹ تیار کر کے جلد از جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ تا کہ ان کو بھی مدنظر رکھا جا سکے۔

۱۔ مجلس عاملہ مرکزیہ کی تشکیل

مجلس خدام الاحمدیہ کا سال ۴ فروری سے شروع ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۴ فروری ۱۹۳۸ء کو اس مجلس کا نام "خدام الاحمدیہ" مقرر فرمایا تھا۔ اس لئے اس تاریخ کو مجلس کی ابتداء سمجھی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر صدر مجلس ہر سال نئے سال کے لئے عہدیداران مرکزیہ نامزد کرتے ہیں لیکن چونکہ ۱۹۵۱ء سے

صدارت کے جملہ اختیارات سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں اور اپنے نمائندہ کے طور پر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کو بطور نائب صدر مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے نئے سال کے عہدیداران کی نامزدگی گو حضور نے ہی فرمانی تھی۔ لیکن سہولت کے پیش نظر نائب صدر صاحب نے مشورہ کرکے عہدیداران تجویز کئے۔ اور حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے جنہیں حضور نے منظور فرما لیا۔ حضور کی طرف سے یہ منظوری ۶ر فروری ۱۹۵۲ء کو موصول ہوئی۔ اور اسی دن متعلقہ افراد کو بذریعہ سرکلر اطلاع کر دی گئی۔ اس طرح سال ۵۳-۱۹۵۲ء کے مندرجہ ذیل عہدیداران نامزد ہوئے :-

نائب صدر ۱ — صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
نائب صدر ۲ — صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
معتمد — ملک عطاء الرحمٰن صاحب
نائب معتمد — سید عبد الباسط صاحب
مہتمم تربیت و اصلاح و عمومی — مولوی محمد صدیق صاحب
مہتمم ایثار و استقلال — مولوی مولود احمد صاحب
مہتمم ذہانت و صحت جسمانی — صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
مہتمم مال — قریشی عبد الرشید صاحب
مہتمم اطفال — مولوی خورشید احمد صاحب شاد
مہتمم تعلیم — مولوی غلام باری صاحب سیف
مہتمم تبلیغ — چوہدری شبیر احمد صاحب
مہتمم خدمت خلق — صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
مہتمم تجنید — سید جواد علی صاحب
مہتمم تنفیذ — چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر

دوران سال میں بعض تبدیلیاں بھی ہوئیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے :-

۱- ملک عطاء الرحمٰن صاحب بعض وجوہات کی بناء پر اپنے عہدہ کا چارج نہ لے سکے ان کی جگہ مولوی غلام باری صاحب سیف بطور قائم مقام معتمد کام کرتے رہے۔

(۲) مولوی غلام باری صاحب سیف کے سپرد چونکہ اعتماد کا کام کر دیا گیا تھا اس لئے شعبہ تعلیم میں ان کے نائب مولوی محمد شفیع صاحب اشرف بطور قائم مقام سال بھر کام کرتے رہے۔

(۳) صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اپنے شعبہ کا کام دیگر مصروفیات کی بناء پر نہ کر سکے۔ اس لئے ان کی بجائے ملک محمد رفیق صاحب نے بطور قائم مقام مہتمم ذہانت و صحت جسمانی شعبہ کا چارج لیا۔

(۴) صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چونکہ عام نگران تھے اس لئے انہوں نے شعبہ خدمت خلق کا کام اپنے نائب مکرم حسن محمد خانصاحب عارف کے سپرد کر دیا۔ اور انہیں قائم مقام مہتمم بنا دیا گیا۔

(۵) مولوی خورشید احمد صاحب شاد اپنی صحت کی کمزوری کی وجہ سے اطفال کی تنظیم کی طرف پوری توجہ نہ دے سکتے تھے اس لئے ان کی درخواست پر سال کے آخری مہینوں میں مولوی نور الحق صاحب انور کو قائم مقام مہتمم اطفال مقرر کیا گیا۔

۲- دفتر مرکزیہ کا سنگِ بنیاد

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پاس ربوہ میں اپنا کوئی دفتر نہ تھا صرف ایک چھوٹا سا کمرہ جناب ناظر صاحب اعلیٰ نے خدام الاحمدیہ کو مرحمت فرمایا ہوا تھا۔ جو دفتر کی ضروریات کے لحاظ سے صرف سٹور بنایا جا سکتا تھا۔ لیکن مجبوری کی حالت میں اس کمرہ کو دفتر بھی بنایا گیا۔ نصف حصہ میں سٹور کا سامان رکھا گیا۔ اور نصف میں تین چار میزیں۔ یہ حالت نہایت تکلیف دہ تھی۔ اور اس کا ازالہ صرف اس رنگ میں ہو سکتا تھا کہ مجلس اپنا دفتر بنائے۔ زمین کا مسئلہ تو پہلے ہی حل ہو چکا تھا یعنی ربوہ کا نقشہ تجویز کرتے وقت ہی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ازراہ خدام نوازی مجلس کے لئے بارہ کنال زمین کا ایک قطعہ مفت عنایت فرمایا تھا چنانچہ مجلس نے اپنی ضروریات کا اندازہ کرتے ہوئے اس کے لئے ایک

نقشہ تجویز کیا۔ اس تجویز کردہ نقشہ کے لئے موجودہ نرخوں کے مطابق قریباً پچاس ہزار روپیہ کی ضرورت تھی۔ یہ نقشہ معہ اندازہ خرچ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے حضور نے منظور فرما لیا۔

اب صرف عمارت کی تعمیر شروع کرنے کے لئے روپیہ کا سوال تھا۔ اس پر غور کر کے یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ دفتر کی فوری ضرورت ہے پچاس ہزار روپیہ جمع ہونے تک اس کی تعمیر کو ملتوی کرنا مناسب نہیں اس لئے جوں جوں روپیہ آتا جائے۔ تعمیر کا کام ہوتا جائے۔ فی الحال موجودہ روپیہ کے مطابق عمارت کی تعمیر شروع کر دی جائے۔ چنانچہ دو کمرے۔ ان کے سامنے برآمدہ۔ ایک سٹور اور ایک کمرہ برائے چوکیدار کے بنوانے کا فیصلہ ہوا۔ جس کا کل خرچ کا اندازہ -/۵۳۲۴ بنتا تھا۔ چنانچہ روپیہ کی فراہمی کے لئے جد وجہد شروع کی گئی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نائب صدر نے اس بارہ میں خاص دلچسپی لی۔ اور اس طرح مجلس اس قابل ہو گئی کہ سال زیر رپورٹ کے شروع میں اپنے مرکزی دفتر کی بنیاد رکھ سکے۔ چنانچہ ۶ فروری ۱۹۵۲ء کو بعد نماز عصر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صحابہ کرام اور اراکین خدام الاحمدیہ کی موجودگی میں اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقعہ کے لئے مسجد مبارک قادیان کے پرانے حصہ کی ایک اینٹ قادیان سے آتے وقت ساتھ لائی گئی تھی۔ وہی اینٹ بنیادی اینٹ کے طور پر رکھی گئی۔ اس کے بعد حضور نے احباب سمیت دعا فرمائی۔ اور دوسرے دن تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ جو دو ماہ میں مکمل ہوا۔ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیر اس کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ لیبر کی نگرانی اور سامان کی فراہمی کا کام مکرم راجہ محمد نواز صاحب واقف زندگی کے سپرد تھا راجہ صاحب نے دن رات ایک کر کے اس کام کو نسبتاً سستا اور اچھا کرایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ تعمیر دفتر کے متعلق مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب خود نگرانی فرماتے رہے۔ اور مفید ہدایات دیتے رہے۔ مجوزہ حصہ کی تعمیر مکمل ہونے پر دفتر خدام الاحمدیہ اپنے اصلی دفتر میں منتقل ہو گیا۔

بنیاد رکھنے کے پورے دو ماہ بعد یعنی ۵ اپریل ۱۹۵۲ء کو بعد نماز عصر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر کا افتتاح فرمایا۔ اور احباب سمیت دعا فرمائی۔ عمارت کو دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اس کی تکمیل کے لئے ارشاد فرمایا۔ نیز چار دیواری فوری طور پر بنوانے کی تاکید فرمائی۔ الحمد للہ کہ یہ چار دیواری بھی مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے خرچ کا بجٹ ۱۹۲۸ روپے تھا۔

چونکہ تعمیر دفتر کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے یہ نامناسب نہ ہوگا۔ اگر میں یہاں خدام کو اس بارہ میں ان کے فرض کی طرف توجہ دلا دوں۔ خدام نے کوشش کر کے قادیان میں اپنا ایک خوشنما دفتر تعمیر کیا تھا جس پر قریباً تیس ہزار روپیہ خرچ آیا تھا۔ مرکزی دفتر کی ضرورت اور تنظیم کے سلسلہ میں اس کا جو فائدہ ہے وہ آپ لوگ دیکھ چکے ہیں۔ اس کے چندہ کی فراہمی کے لئے شوریٰ خدام الاحمدیہ [illegible] میں بموجودگی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نمائندگان مجالس نے فیصلہ کیا تھا کہ مجالس کے ذمہ رقم معین کر دی جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں مجالس کے ذمہ ان کے بجٹ کے پیش نظر رقوم معین کر کے انہیں اطلاع دے دی گئی تھی۔ اب اس کا پورا کرنا اراکین مجالس کا فرض ہے۔ اور اس کے لئے قائدین کو خاص توجہ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جتنی رقم ان کی مجالس کے ذمہ باقی ہے اسے اگر یکمشت ادا نہیں کیا جا سکتا۔ تو بالاقساط وصول کر کے بھجوانا چاہیئے۔ مجلس مرکزیہ نے اس سال میں اپنا دفتر مکمل کرنا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے روپیہ مجالس نے بھجوانا ہے۔ پس آپ مجلس مرکزیہ کے ساتھ تعاون فرمائیں۔ تا مجلس کو اس قابل بنائیں۔ کہ وہ آپ کی طرف سے دفتر کی تعمیر مکمل کر کے آپکے پیش کر سکے۔ امید ہے اس بارہ میں خاص توجہ کی جائیگی۔

۳- حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علالت اور وفات

۲۰ اپریل ۵۲ء کو جماعت احمدیہ کو ایک جانگداز اور روح فرسا حادثہ سے دوچار ہونا پڑا جس کی تلافی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت سیدۃ النساء حضرت امّ المومنین نور اللہ مرقدہا ہم سے جُدا ہوگئیں۔ آپ کافی عرصہ سے علیل تھیں۔ جن دنوں آپ کے مرض میں اضافہ ہوا۔ ضروری خدمات کے لئے خدام ربوہ ہر وقت آپ کے آستانہ پر کمربستہ رہے۔ کہ کب کسی خدمت کی سعادت نصیب ہو۔ اور کب وہ اسے بجا لائیں۔ وفات کے وقت تقریباً تمام اہالیان ربوہ بھی حاضر ہوئے۔ اس موقعہ پر بیرونجات سے احباب جماعت کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایسے وقت میں جبکہ ہر شخص کی یہ آرزو تھی۔ کہ وہ تابوت کو کندھا دے۔ اور اپنی پیاری اماں جان کی آخری خدمت بجا لانے میں سبقت لے جائے۔ انتظام کو قائم رکھنا بہت مشکل کام تھا۔ خدام نے بھی اپنے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کی اور آخر تک کام کرتے رہے۔ تقریباً پچاس خدام کی ڈیوٹی تھی۔ کہ وہ قبر کے احاطہ کو گھیرے رکھیں تا اندر ہجوم نہ ہو۔ جنازہ کے وقت ان کے دل تڑپ رہے تھے مگر ڈیوٹی کا احساس ان سے یہ قربانی کرا رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے قربانی کی۔ اور احاطہ کے گرد ہی قبلہ رُخ ہو کر جنازہ پڑھا مگر اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔

آپ کی وفات پر خدام ربوہ اور خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ایک مشترکہ جلسہ کیا۔ جس میں حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں نیز تعزیت کی قرارداد منظور کر کے حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا سے اپنی دلی عقیدت کا اظہار کیا۔ مجلس مرکزیہ کی قرارداد کے الفاظ حسب ذیل تھے:-

"مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا یہ اجلاس سیدۃ النساء حضرت امّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اپنے گہرے رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مشفق اور محسن اماں جان کی وفات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلسلہ احمدیہ خاندان سلسلہ کے لئے جس قدر تکلیف دہ صدمہ کا موجب ہوئی ہے۔ الفاظ اسے بیان نہیں کر سکتے۔ ہماری آنکھیں غمناک اور دل مجروح ہیں اور ہماری روحیں سخت بے چین اور مضطرب ہیں اس کے بعد ہم ہر حال میں اپنے رب کی مشیت پر راضی اور اس کی رضا پر خوش ہیں اور اس کے آستانہ پر جھکتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدۃ النساء حضرت امّ المومنین رضی اللہ عنہا کے درجات کو بلند تر فرمائے۔ اور آپ پر اپنے فضل اور رحمت کی بارشیں برسائے۔ اور آپ کی مبارک اولاد اور نسل کو اپنے سایۂ عاطفت میں رکھے۔ اور جو برکات آپ سے وابستہ تھیں ان کو قائم و دائم رکھے۔

یہ صدمہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ جب ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ یہ مبارک وجود اپنے آقا اور سرتاج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں ابدی نیند سونے کی بجائے ایک دور افتادہ جگہ میں مدفون ہے۔ بہرحال ہم اپنے خدا کی تقدیر پر راضی ہیں۔ العین تدمع والقلب یحزن ولانقول الا ما یرضی بہ ربنا۔

۴- ربوہ میں قیادت کا قیام

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ اس وقت تک زعامتوں میں منقسم تھی۔ ہر بلاک میں علیحدہ زعامت قائم تھی۔ اور مجلس مرکزیہ براہ راست انکی نگرانی کر رہی تھی۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نئے دفتر میں افتتاحی دعا سے قبل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ ربوہ میں علیحدہ قیادت قائم کی جائے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت ۱۸ مئی ۵۲ء کو بعد نماز مغرب دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں انتخاب قائد کے لئے جلسہ ہوا۔ اور قائد کا انتخاب کیا گیا۔ مگر بعض آئینی سقموں کی وجہ سے اس انتخاب کو نامنظور کر دیا گیا۔ اسکے بعد ۲۸ جون ۵۲ء کو انتخابی جلسہ کیا گیا جس میں کثرت رائے سے سید محمود احمد صاحب کو قائد خدام الاحمدیہ ربوہ منتخب کیا گیا۔ یہ انتخاب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض منظوری پیش ہوا جسے حضور نے منظور فرما لیا۔ اب ربوہ میں بھی دیگر مقامات کی طرح قیادت قائم ہے۔ اور وہی مقامی خدام الاحمدیہ کے کام کو چلا رہی ہے۔ (معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مجالس خدام الاحمدیہ کیلئے ضروری اطلاعات

۱۔ قائدین ضلع کا انتخاب خالد ماہ مارچ و اپریل ۱۹۵۳ء کے ذریعہ مجالس کو تاکید کی گئی تھی۔ کہ وہ اپنے اپنے ضلع کے لئے قائد ضلع کا انتخاب کرا کر ۱۵ مئی ۱۹۵۳ء تک مرکز میں بھجوا دیں۔ مگر ابھی تک اس بارہ میں پوری طرح توجہ نہیں دی گئی۔ یہ نہایت ضروری امر ہے تمام اضلاع کے مرکزی مقام کی مجالس اپنے اپنے ضلع کے قائد کا انتخاب کرنے کے لئے فوری کارروائی کریں اور جلد تر مرکزی دفتر کو اس بارہ میں مطلع کریں۔

۲۔ کارگذاری کی رپورٹ مجالس کی بیداری کی اطلاع مرکز کو صرف ان کی ماہانہ رپورٹوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ اگر مجالس رپورٹیں ہی نہ بھجوائیں تو مرکز کو ان کے بارہ میں کیا علم ہو سکتا ہے۔ گذشتہ دو ماہ سے دفتر کی طرف سے خاص کوشش کی جا رہی ہے کہ مجالس اپنی رپورٹیں بھجوائیں۔ گو اس بارہ میں کسی حد تک کامیابی ضرور ہوتی ہے مگر اس کو تسلی بخش نہیں کہا جا سکتا۔ اکثر مجالس صرف اس خیال سے رپورٹیں نہیں بھجواتیں کہ ان کے نزدیک کام زیادہ نہیں ہوا۔ یہ خیال درست نہیں۔ خود رپورٹ بھجوانے کا خیال ہی انہیں زیادہ چست اور باقاعدہ بنا سکتا ہے۔ پس رپورٹ ہر ماہ ضرور بھجوائیں۔ اور کوشش کریں کہ آپ کی رپورٹ معین امور پر مشتمل ہو۔ جو کام بھی ہو خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ معین ہو اور رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر مرکزیہ میں پہنچ جائے۔

ماہ جون ۵۳ء کی رپورٹ مطبوعہ فارم پر دس جولائی تک بھجوا دیجئے۔

۳۔ رسالہ خالد رسالہ خالد خدام الاحمدیہ کا اپنا پرچہ ہے جسے احمدی نوجوانوں کی تربیت کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت نہایت ضروری ہے تا خدام مرکزی کاموں اور مرکزی حالات سے بروقت آگاہ ہو کر ان پر عمل پیرا ہوں۔ ہر مجلس کے لئے ایک پرچہ کی خریداری تو لازمی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ قائدین اور خدام نے ابھی اس کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ دو سو سے زائد مجالس ایسی ہیں جنہوں نے ابھی تک اس کا سالانہ چندہ تک ادا نہیں کیا۔ موجودہ مہنگائی کے زمانہ میں رسالہ کا چندہ ادا نہ کرنا خود اپنے لئے مشکلات پیدا کرنا ہے گذشتہ دو تین نمبروں کا حجم کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے کم کرنا پڑا تھا۔ جوں جوں کاغذ ملتا جائے گا۔ انشاء اللہ اس کی تلافی ہوتی جائیگی چنانچہ اسی پرچہ میں سولہ صفحات کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ مجالس بھی اپنے فرائض کو سمجھیں۔ جن مجالس نے ابھی تک چندہ نہیں بھجوایا۔ وہ فوری توجہ دیں۔ اور چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوائیں۔

بعض مجالس نے وی۔ پی۔ واپس کئے ہیں اس کا مطلب رسالہ کو مزید زیر بار کرنا ہے۔ ایسی مجالس کے نام عنقریب مجلس عاملہ مرکزیہ میں بغرض کارروائی پیش ہونگے۔

۴۔ وی۔ پی اس مرتبہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جن مجالس کی طرف سے ابھی تک چندہ رسالہ نہیں آیا۔ انہیں وی۔ پی کئے جائیں۔ اس بارہ میں یاد رہے کہ رسالہ وی۔ پی نہیں کیا جائیگا۔ رسالہ تو چھپتے ہی بذریعہ ڈاک بھجوا دیا جائیگا۔ البتہ دس جولائی تک انتظار کرنے کے بعد جن کی طرف سے چندہ نہ آئیگا۔ انہیں ایک لفافہ وی۔ پی بھجوایا جائیگا جس کی وصولی ان کا فرض ہوگا۔

۵۔ قارئین خالد سے میں اس سلسلہ میں قارئین خالد سے یہ گذارش کرونگا۔ کہ وہ رسالہ کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں اپنے قیمتی مشوروں سے منیجر خالد

کو مطلع فرمائیں۔ تا زیادہ سے زیادہ اس کو معیاری پرچہ بنایا جا سکے مضامین بھجوائیں۔ ادارہ کو بہترین طریق پر شائع کرنے کے بارہ میں مشورہ دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کی اشاعت بڑھانے کی طرف بھی توجہ دیں۔ اس کے لئے خریدار مہیا فرمائیں۔

۶۔ سالانہ اجتماع ہمارا تیرھواں سالانہ اجتماع قریب آ رہا ہے اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ جن امور کے بارہ میں مرکز میں اطلاع ضروری ہے ان کے متعلق مرکز کو بروقت آگاہ کریں۔ تا انتظام میں سہولت ہو۔ تفصیلات کے لئے دیکھیں خالد کی موجودہ اشاعت کا آخری صفحہ۔

۷۔ چندہ گذشتہ دو تین ماہ سے مرکز میں مجالس کے چندوں کی آمد کی رفتار میں غیر معمولی کمی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مرکزی کاموں میں بڑی روک کا وٹ پیدا ہو رہی ہے خدام الاحمدیہ کا قیام تو اس غرض کے لئے ہوا تھا۔ کہ وہ نوجوان جماعت کے کاموں کو باقاعدگی اور بروقت انجام دینے میں مدد دینگے۔ مگر یہاں خود اپنے کاموں میں دیر ہو رہی ہے۔ اس کمی کو بہت جلد دور کریں۔ چندہ بروقت وصول کر کے جلد تر مرکز میں بھجوائیں۔

۸۔ رسید بکیں مرکز میں رسید بکیں ختم ہو چکی تھیں۔ اب دوبارہ چھپوائی گئی ہیں۔ اس لئے جن مجالس میں رسید بکیں نہیں ہیں وہ اپنی ضروریات سے مرکز کو اطلاع دیکر رسید بکیں منگوالیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی مدنظر رہے کہ سابقہ رسید بکیں جو ختم ہو چکی ہیں وہ واپس مرکز میں بھجوا دی جائیں۔ بعض مجالس کی طرف سے کئی سال سے رسید بکیں واپس نہیں آئیں۔ وہ نئی کتابیں تو مانگتی ہیں مگر پرانی ختم شدہ کتابیں نہیں بھجواتیں۔ پس پرانی رسید بک ختم ہوتے ہی مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے۔

۹۔ سال رواں کا پروگرام خالد ماہ مارچ و اپریل ۵۳ء میں سال رواں کا پروگرام شائع ہو چکا ہے۔ جملہ مجالس کو تاکید کی گئی تھی کہ اس کی روشنی میں مقامی حالات کے مطابق اپنا پروگرام بنا کر کام کریں۔ مگر معلوم ہوتا ہے مجالس نے اس طرف توجہ نہیں دی اس بارہ میں پھر توجہ دلائی جاتی ہے۔

۱۰۔ ضروری اطلاع مجالس کی طرف سے رپورٹوں میں ہی بعض امور قابل جواب درج کر دیئے جاتے ہیں۔ جو بعض اوقات نظر انداز ہو جاتے ہیں پس مجالس رپورٹ فارم پر صرف رپورٹ ہی درج کیا کریں اور قابل جواب امور علیحدہ کاغذ پر بھجوایا کریں۔ تا ان کی تعمیل ہو سکے۔

مندرجہ ذیل امور کے بارہ میں مجالس فوری اطلاع دیں

(۱) اراکین مجلس کی تعداد۔
(۲) انہیں کس قسم کا لٹریچر درکار ہے۔
(۳) اگر ان کی مجلس سست ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟۔

(دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ)

ربوہ کی ڈائری

(ابن احمد کے قلم سے)

رمضان المبارک کا مہینہ خیر و برکت کے جلو میں آیا۔ اور یہ برکتیں بکھیر کر رخصت ہوا۔ مبارک ہیں وہ جنہیں اس مہینہ کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملا۔ مرکز سلسلہ میں کتنے روح پرور نظارے ہیں اس کے لیل و نہار۔ چھوٹے بچے سحری کے وقت صلّ علیٰ نبیّنا صلّ علیٰ محمدٍ پڑھتے ہوئے گلیوں میں گھومتے ہیں۔ مرکزی مسجد میں نماز عصر کے بعد قرآن مجید کا درس ہوتا ہے جس میں قرآن پاک کا ترجمہ اور مختصر تفسیری نوٹ شامل ہوتے ہیں۔ صبح کے وقت ہر گھر سے قرآن مجید کی آوازیں آتی ہیں اور پھر قرآن پاک کے درس کے خاتمہ پر سوز و گداز سے پر دعائیں جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے کروائی ہیں۔ اس مرتبہ مرکزی مسجد میں ۲۵ احباب کو اللہ تعالیٰ نے اعتکاف بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مولانا ابوالعطاء صاحب امیر المعتکفین تھے۔ ربوہ کی مسجد میں تراویح میں قرآن پاک دہرایا گیا۔ مرکزی مسجد میں آخری عشرہ میں حافظ محمد رمضان صاحب نے معتکفین کو ایک بار پھر قرآن مجید سنایا۔ اس سے پہلے وہ اپنی مسجد میں انیس دن میں قرآن پاک تراویح میں سنا چکے تھے فجزاھم اللہ عنا احسن الجزاء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے پیر کے انگوٹھے کے زخم کے متعلق ڈاکٹروں سے مشورہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ خیال تھا کہ شاید اپریشن کروانا پڑے۔ لیکن اپریشن کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ امید ہے کہ اپریشن کے بغیر ہی زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت کاملہ و عاجلہ بخشے آمین

عید ہفتہ کے دن بدستور احباب نے سحری کھائی۔ ڈائری نویس صبح کی نماز پڑھ کر سو رہا تھا۔ سات بجے کے قریب ایک دوست نے آکر اطلاع دی کہ آج عید ہے ساڑھے آٹھ بجے نماز مرکزی مسجد میں ہوگی۔ یقین نہ آتا تھا۔ کہ آج عید ہے کیونکہ اس سے قبل کبھی اگر عید کے چاند کی اطلاع باہر سے آتی تھی۔ تو رات کو سونے سے پیشتر پتہ چل جاتا تھا۔ لیکن اس دفعہ تو سحری کے وقت بھی کسی نے نہ بتایا تھا۔ بہرحال ربوہ میں دو عیدیں نہیں ہوئیں۔ اسلامی یکجہتی کا کامل سبق اس جماعت نے سیکھا ہے تمام احباب ہشاش بشاش جلد جلد نہا دھو کر اجلے کپڑے پہن کر مسجد کو روانہ ہوئے ڈائری نویس آٹھ بجے کے قریب مسجد کو روانہ ہوا۔ راستہ میں دو بچوں سے پتہ چلا کہ چونکہ عید کی اطلاع وقت پر نہیں ہو سکی۔ اس لئے عید ۹½ بجے ہوگی۔ تقریباً ۹½ بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لائے۔ حضور حسب معمول سفید لباس میں ملبوس تھے۔ آج کوٹ بھی حضور نے سفید ہی پہنا تھا کیسے پیارے معلوم ہوتے تھے حضور نے صفوں کی درستی اور تکبیر کی تلقین کا ارشاد ہوا۔ اکثر معتکفین حضرات مسجد سے گھروں کو نہیں گئے تھے۔ بلکہ محراب کے ساتھ ہی پہلی صف میں بیٹھے تھے۔ راقم الحروف کو بھی پہلی صف میں بیٹھنے کا موقعہ مل گیا۔ الحمد للہ۔ صفیں درست ہوئیں تو پیارے امام نے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ بلند کئے تمام مقتدیوں کے ہاتھ خود بخود بلند ہو گئے۔ عید پڑھ چکے تو خطبہ شروع ہوا۔ اور خطبہ کے بعد معانقہ۔ حضور کرسی پر تشریف فرما ہو گئے اور اپنے عشاق کو شرف معانقہ بخشنے لگے۔ سب سے پہلے معانقہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کیا۔ اور اس کے بعد راقم الحروف نے۔ ربوہ کی عید اور پھر حضور سے معانقہ۔ اس کا لطف ربوہ والوں سے پوچھئے سے

خوش نصیب کہ دار الامان میں رہتے ہو

عید کے اگلے دن حضور لاہور پھر تشریف لے گئے اور بدھ یا

جمعرات کے دن گیلانہ سے تشریف لے آئے۔

۶ر جون: چونکہ پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ اعتکاف میں بیٹھے تھے اس لئے مرکزی مسجد میں سید منیر احمد صاحب باہری اور دوسرے مبلغین کے اعزاز میں جو باہر سے تشریف لاتے ہوئے تھے۔ جامعہ احمدیہ کی طرف سے دعوت افطاری کا انتظام کیا گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنفس نفیس تشریف فرما تھے۔ آپ دیر تک رشید احمد صاحب امریکن کے ساتھ انگریزی میں گفتگو فرماتے رہے۔ ادھر مؤذن نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی ادھر گلاس لبوں کی طرف بلند ہوئے۔ اس مختصر سی تقریب کے بعد حضور پرنور نے دعا فرمائی۔

۷ر جون: ہمارے ایک اور مجاہد بھائی سید منیر احمد صاحب باہری مولوی فاضل اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جناب ایکسپریس کے ذریعہ برہما تشریف لے گئے آپ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ اور مخلص اور خاموش کام کرنے والے نوجوان ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں اور متعدد احباب نے اس انتیس ۲۹ سالہ نوجوان کو اپنی دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ گاڑی حرکت میں ہوئی تو تکبیر اور اسلام زندہ باد حضرت امیر المومنین زندہ باد۔ مبلغ اسلام زندہ باد کے نعرے بلند ہونا شروع ہوگئے نہ جانے جب کوئی مبلغ روانہ ہوتا ہے تو ڈائری نویس کے جذبات میں کیوں ایک طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مدت ہائے دراز کے بعد پھر اسلام کے جارحانہ حملے شروع ہوئے ہیں۔ نوجوان کفر کی زمین فتح کرنے جا رہے ہیں۔ یہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سلطنت کو وسیع کرنے جا رہے ہیں۔

۱۴ر جون: قیادت ربوہ کا جلسہ زیر صدارت جناب مرزا عبدالحق صاحب پراونشیل امیر منعقد ہوا۔ حاضری کے اعتبار سے جلسہ بجد کامیاب تھا۔ بلکہ ڈائری نویس کو تو اگلے جلسے قادیان کے ابتدائی خدام الاحمدیہ کے جلسے یاد کرا دیئے۔ جب حضرت میاں ناصر احمد صاحب کی زیر صدارت ہوا کرتے تھے۔ قائد صاحب کے مقامی منتظمین نے اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ سب سے زیادہ موثر رپورٹ مہتمم صاحب تربیت و اصلاح کی تھی۔ جہاں تک ڈائری نویس کی معلومات کا تعلق ہے طاہر احمد صاحب قائد تربیت و اصلاح کا نہایت عمدہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔ "طاہر" کی "تطہیر" قابل تحسین ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۲۳ر جون: وکالت تبشیر کی طرف سے مولوی امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا کے اعزاز میں قصر خلافت میں دعوت عصرانہ ترتیب دی گئی۔ مولانا موصوف حال ہی میں انڈونیشیا سے ایک لمبا عرصہ تک فریضہ تبلیغ سرانجام دینے کے بعد تشریف لائے تھے۔ اب وہ اپنے بیوی اور تین بچوں سمیت واپس تشریف لے جا رہے ہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی علالت کی بناء پر تشریف نہ لا سکتے تھے۔ پارٹی کے بعد عشاء کے وقت سے سخت آندھی اٹھی اور اس کے عقب میں گرج اور پھر باران رحمت۔

۲۴ر جون: موسم گرما کی پہلی بھرپور بارش آئی جس نے ربوہ کی تمام گرد بٹھا دی۔ ربوہ کے سڑکوں کے کنارے ایستادہ درخت دھل کر کتنے خوبصورت نظر آنے لگے۔ ہر فرد بشر خوش تھا۔ کہ گرم لو کا اب ٹھنڈی ہوا میں تبدیل ہوگئی تھی۔ آج پھر جناب ایکسپریس کے ذریعہ ہمارے ایک اور مجاہد بھائی جناب مولوی امام الدین صاحب مولوی فاضل اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے انڈونیشیا تشریف لے گئے۔ مولانا موصوف ایک کامیاب آزمودہ کار مبلغ ہیں۔ اب اپنی اہلیہ دو بچیوں اور شیر خوار بچے کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں اگرچہ بارش ہو رہی تھی لیکن بزرگان سلسلہ اور متعدد اصحاب چھتریاں اٹھائے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ ہماری متعدد بہنیں اپنی بہن کو بھی الوداع کہنے سٹیشن پر تشریف لائی تھیں۔ ایک لمبی دعا کے بعد نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان گاڑی حرکت میں آئی۔ مجاہد بھائی اور اس کے اہل و عیال کی آنکھوں میں آنسو تیر آئے۔ لیکن فرض احساس محبت پر غالب آیا۔ شاید سب سے زیادہ اس بھائی کو قلق یہ ہوگا کہ اب ایک مدت تک پیارے امام کا پیارا چہرہ نظر

نہیں آئیگا۔ اور یہ مقدس مرکز مدتوں تک نظروں سے اوجھل رہے گا ۔۔۔ اور پھر گاڑی چل دی۔ ڈائری نویس پلیٹ فارم پر کھڑا یہ گنگنا رہا تھا ۔

"قرض پیارا ہے مجھے اب زندگی پیاری نہیں"

مولانا ابوالعطاء صاحب کی جامعۃ المبشرین میں تشریف آوری

آج مولانا ابوالعطاء صاحب جامعۃ المبشرین کے پرنسپل کی حیثیت سے جامعہ میں تشریف لائے آپ نے اپنے اس عہدہ جلیلہ کا چارج لیا۔ اس سے قبل مولانا موصوف جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے۔ چارج لینے کے بعد مولانا موصوف نے جامعہ کے سٹاف کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ اس جامعہ کا سٹاف ان نوجوان اساتذہ پر مشتمل ہے جنہیں تقسیم ملک سے پہلے حضور نے مختلف علوم کی اعلیٰ تعلیم دلائی تھی۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کا یہ تقرر اسلام کے لئے اور خود ان کے لئے اور جامعہ کے لئے مبارک فرمائے۔

۲۵ جون - آج مساجد میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ تعلیم الاسلام کالج کا سنگ بنیاد حضور ساڑھے چھ بجے شام نصب فرمائینگے۔ لیکن بعض وجوہات کی بناء پر یہ تقریب ملتوی کی گئی۔ بہرحال بنیادیں کھد چکی ہیں۔ اور بڑے زور شور سے کالج کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے کہ ہمارا یہ کالج ربوہ میں کھلے۔ اور ربوہ کی رونق میں مزید اضافہ ہو۔

۲۶ جون - آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ فضل عمر سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں تشریف لے گئے اور اس کا افتتاح فرمایا۔ فضل عمر ریسرچ کی طرف سے ایک مختصر تقریب منعقد کی گئی تھی۔ حضور نے اس موقعہ پر فرمایا کہ کس طرح ہم نے اس ادارہ میں دو لاکھ روپیہ صرف کیا تھا۔ اور اب بھی تقسیم ملک کے بعد قریباً اتنا ہی روپیہ اس پر صرف ہو چکا ہے حضور نے فرمایا کہ تمہارے سامنے سکیم وسیع ہونی چاہیئے۔ لیکن چونکہ روپیہ کی کمی ہے اسلئے کام چھوٹے پیمانہ پر شروع کیا جائے۔ راقم الحروف کو پاکستان کی بعض ریاستوں میں دورہ کرنے کا موقعہ ملا ہے یہ امر کتنا رنجیدہ ہے کہ ایک طرف بعض فرد لاکھوں روپیہ! عیاشی پر خرچ کرتے ہیں اور دوسری طرف ایک علمی خدمت کرنے والی جماعت ایک کام کرنے والی جماعت اپنے خدمت خلق اور خدمت وطن کی سکیموں کو روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورا نہیں کر سکتی۔ فیا للعجب۔

آج ربوہ میں صبح سے ہی تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کی حرکت تیز تیز تھی۔ اور اخباروں کے گرد انکے جھنڈ دیکھنے میں آئے۔ راقم الحروف نے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ آج میٹرک کا نتیجہ نکلا ہے۔ یونیورسٹی کا نتیجہ ۲ء۸۴ فیصدی تھا۔ لیکن الحمد للہ کہ ہمارے سکول کا نتیجہ ۹۶ فیصدی رہا۔ راقم الحروف اس شاندار نتیجہ کیلئے ہیڈ ماسٹر صاحب ٹی۔ آئی ہائی سکول اور اساتذہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ اور یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ شیریں ثمر ہیں سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم کی کوششوں کے۔

پرائیویٹ طلباء میں ۷۱۵ نمبر حاصل کر کے پنجاب بھر میں اول جامعۃ المبشرین کے طالب علم سید عبدالحی صاحب آئے ہیں۔ یہی طالب علم ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میں اول آئے تھے یہ طالب علم کشمیر کے رہنے والے ہیں اور واقف زندگی ہیں ڈائری نویس کو جب اس طالب علم کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو دیکھا کہ چھوٹے قد لاغر جسم کا یہ طالب علم چہرے سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ملیریا کا پرانا مریض ہے۔ اپنی کلاس میں بجید ہر دلعزیز و واقعی گدڑی میں لعل نظر آتا تھا۔ یہ طالب علم بلا کا ذہین ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ اس عزیز طالبعلم کی ذہنی صلاحیتوں کو کما حقہٗ ابھرنے کا موقعہ میسر آئے۔

۲۷ جون - آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور اہل ربوہ کو خصوصاً اور باقی احمدیوں کو عموماً اس بات کی تاکید فرمائی کہ مذہب اور خدا پر ایمان کا نتیجہ تمہارے اعمال سے ظاہر ہونا چاہیئے۔ اس سے پہلے بھی دو تین خطبوں میں حضور جماعت کو تربیت کی طرف توجہ دلا چکے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جماعت کو تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ جماعت کیلئے یہ دور تربیتی دور ہے۔ ۴۴

۴۴ اب ڈائری نویس آخری خبر عرض کر کے اپنے قارئین سے رخصت چاہتا ہے کہ یہ رسالہ جب آپکے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ غالباً ہمارے پیارے کچھ عرصہ کے لئے ۔۔۔

"زمین کے کناروں تک"

(از حسن محمد خان صاحب)

مکرم مولوی امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۳ء بروز منگل صبح بذریعہ ٹیناب ایکسپریس انڈونیشیا کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک بہت بڑے مجمع نے انہیں سٹیشن پر الوداع کہی۔ آپ ہوائی جہاز کے ذریعہ کراچی سے جاکرتا جائیں گے۔ ان کی روانگی سے ایک روز قبل انہیں اور قریشی محمد افضل صاحب کو الوداعی اور مکرم سید احمد شاہ صاحب کی استقبالیہ پارٹی دی گئی۔ مکرم قریشی محمد افضل صاحب گولڈ کوسٹ کے لئے عنقریب روانہ ہو رہے ہیں۔

ایک لمبے عرصہ سے برما کا مشن بغیر مبلغ کے ہی چلا جا رہا تھا۔ ۷ جون کو سید منیر احمد صاحب باہری مبلغ برما کی حیثیت سے عازم رنگون ہوئے۔ اور ان کی کراچی سے بھی روانگی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ وہ اب برما پہنچکر انشاء اللہ تعالیٰ برمی جماعتوں کو از سر نو منظم کر کے کام شروع کریں گے۔

خدام کو یہ سنکر خوشی ہوگی۔ کہ قرآن کریم کے بیرونی زبانوں میں تراجم کا کام بطریق احسن تکمیل پا تا جا رہا ہے گذشتہ ماہ سواحلی ترجمہ مشرقی افریقہ کے رئیس التبلیغ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے منظر عام پر آگیا ہے۔ اور دس ہزار نسخہ شائع کیا ہے۔

۱۴ ار مئی سے ۲۸ مئی تک جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا کے خدام نے ایک تربیتی کیمپ جاری کیا جس میں ۴۲ نوجوان شامل ہوئے۔ اور یہ کیمپ بانڈونگ میں قائم ہوا۔

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کی سالانہ کنونشن ماہ مئی کی آخری تاریخوں میں منعقد ہوئی۔ ابھی تک تفاصیل موصول نہیں ہوئیں۔ موصول ہونے پر تفصیلات بھی دی جاسکینگی۔

ہماری مساعی

اس مرتبہ پہلے کی نسبت قدرے زیادہ مجالس نے رپورٹیں بھجوائی ہیں۔ ارادہ تھا کہ مجالس کی رپورٹوں کا خلاصہ دوسروں کی اطلاع کے لئے شائع کر دیا جائے۔ مگر رپورٹیں اس طرح غیر معین طور پر موصول ہوئی ہیں کہ ان کا خلاصہ تیار کرنا مشکل ہے۔ مجالس کو پہلے بھی کئی بار توجہ دلائی گئی ہے کہ رپورٹیں معین اعداد و شمار میں بھجوایا کریں۔ تا کام کی نوعیت اس کی کیفیت اور کمیت کا اندازہ ہو سکے۔

پس اس امید کے ساتھ کہ آئندہ مجالس رپورٹیں بھجواتے وقت اس امر کو پیش نظر رکھیں گی۔ اس مرتبہ صرف رپورٹیں بھجوانے والی مجالس کے نام شائع کئے جاتے ہیں۔ آئندہ خلاصہ دینے کی بھی کوشش کی جائے گی۔

رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر مرکزیہ میں آنی ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل مجالس کی طرف سے ماہ مئی کی رپورٹیں ماہ جون میں موصول ہوئی ہیں۔

۱۔ چک ۱۹۵ ع ب کھیڈا نوالہ
۲۔ گنج مغلپورہ۔ لاہور
۳۔ چک ۱۲۱ ع ب گوکھووال
۴۔ ربوہ۔
۵۔ ملتان شہر
۶۔ گوجرہ۔ ۷۔ رسول ضلع گجرات
۸۔ خانیوال۔ ۹۔ کنری سندھ
۱۰۔ کنگرالی۔ ۱۱۔ فیروزوالہ
۱۲۔ خوشاب۔ ۱۳۔ ترگڑی۔
۱۴۔ نوشہرہ چھاؤنی۔
۱۵۔ سیالکوٹ شہر
۱۶۔ واہ کیمپ
۱۷۔ چک ۲۲۶ ر ب گوکھووال
۱۸۔ سانگلہ ہل۔ ۱۹۔ گجرات
۲۰۔ لاہور۔ ۲۱۔ راولپنڈی
۲۲۔ کیمبل پور۔
۲۳۔ پاڑہ چنار
۲۴۔ منٹگمری۔

دیگر مجالس بھی توجہ کریں اور رپورٹ معین اعداد و شمار کے ساتھ بروقت دفتر میں بھجوا دیا کریں۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سیرالیون اور احمدی مبلغ

(مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ سیرالیون۔ مغربی افریقہ)

عجیب تر ہے حالِ اہلِ سرزمینِ سیرالیون
ہوا و حرص و جہل نے کیا ہے سب کا سرنگوں

کہیں پرستشِ قمر کہیں عبادتِ شجر
کہیں شریکِ لاشریک کا بنا لیا حجر

کوئی ہے سر جھکائے چند ہڈیوں کے ڈھیر پر
کوئی بدل کے بھیس اپنا پھر رہا ہے دربدر

کسی کو چند ساحرانہ کرتبوں پہ ناز ہے
کوئی شراب پی کے صبح و شام محوِ ساز ہے

کوئی مسیحِ ناصری کو ہے خدا بنا رہا
اسی کے نام پر ہے اپنا مال و زر لٹا رہا

کسی کو علمِ سحر کی ہی رات دن ہے دھن لگی
وہی ہے اس کا دین اور وہی معاشِ زندگی

یہ کالی کالی صورتیں یہ بھولی بھالی مورتیں
خدائے دو جہاں! تری مدد سے احمدی بنیں

پلا شرابِ چشمۂ حیات اب انہیں بھی تو
نکال ظلمتوں سے اور دے نجات اب انہیں بھی تو

ہماری کوششیں بھی کامیاب و کامگار کر
مسیحِ قادیاں کا یہ باغ برگ و بار کر

ہمیں بھی اپنے فضل سے تو کر عطا وہ قوتیں
کہ جن سے ہم عدو کا سارا تانا بانا توڑ دیں

الٰہی المدد! یہاں صلیبیوں کا زور ہے
انہیں کے دجل اور حیلہ سازیوں کا شور ہے

اگر یہاں ہیں دشمنانِ دیں قوی تو کیا ہوا
صلیب بھی گلوں میں ہے لٹک رہی تو کیا ہوا

کہ میں بھی ابنِ کاسرِ صلیب کا غلام ہوں
مثیلِ مہدیٔ زماں کی تیغِ بے نیام ہوں

کہاں انہیں یہ تاب دیں جواب میرے وار کا
مقابلہ کریں گے کیا وہ تیغِ آبدار کا

اطفال الاحمدیہ

پیارے احمدی بچو!

آج میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اس ہستی کے متعلق توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو سب سے زیادہ پیاری۔ سب سے زیادہ شفقت کرنے والی۔ سب سے زیادہ مہربان۔ سب سے زیادہ قابل محبت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کو لازم پڑی ہوئی ہیں۔ ایک اعلیٰ ہستی کی تلاش ہے۔ جس کے لئے اندر ہی اندر انسان کے دل میں ایک کشش موجود ہے۔ اور اس کی کشش کا اثر اس وقت سے محسوس ہونے لگتا ہے۔ جبکہ بچہ ماں کے رحم سے باہر آتا ہے۔ کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی جو دکھاتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے۔ اور طبعاً اپنی ماں کی محبت رکھتا ہے۔ اور پھر جیسے جیسے حواس اس کے کھلتے جاتے ہیں۔ اور شگوفہ فطرت اس کا کھلتا جاتا ہے یہ کشش محبت جو اس کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ اپنا رنگ و روپ نمایاں طور پر دکھاتی چلی جاتی ہے پھر تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بجز اپنی ماں کی گود کے کسی جگہ آرام نہیں پاتا۔ اور پورا آرام اس کا اسی کے کنارِ عاطفت (شفقت بھری گود) میں ہوتا ہے۔ اور اگر ماں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور دور ڈال دیا جائے۔ تو تمام عیش اس کا تلخ ہوجاتا ہے۔ اور اگرچہ اس کے آگے نعمتوں کا ایک ڈھیر ڈال دیا جائے۔ تب بھی وہ اپنی سچی خوشحالی ماں کی گود ہی میں دیکھتا ہے۔ اور اس کے بغیر کسی طرح آرام نہیں پاتا۔ سو وہ کشش محبت جو اس کو ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے۔ وہ کیا چیز ہے؟ درحقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبود حقیقی کے لئے بچہ کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

پیارے بچو! کوشش کرو۔ کہ تم خدا تعالیٰ کے پیارے بن جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ تمہارا پیارا بن جائے۔

(نورالحق انور مہتمم اطفال)

حضور فرماتے ہیں:۔

"عادت کا زمانہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور علم کا زمانہ جوانی کا زمانہ ہوتا ہے"

الفضل ۲۲ر اپریل ۱۹۳۸ء

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۹/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر بذمہ خاوند ڈیڑھ تولہ زیور طلائی قیمتی اندازاً ۱۵۰/- کل ۲۱۵۰/- روپیہ ہیں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ۔ بہشت بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ محمد شجاع علی انسپکٹر بیت المال موصی ۲۷۹۷۔ گواہ شد۔ نبی احمد بقلم خود پسر موصیہ گواہ شد۔ جہان خان بقلم خود پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۹۰ پنیار۔

نمبر ۱۳۵۷۳ مثلہ۔ منکہ نور الٰہی ولد فضل الٰہی صاحب قوم جٹ پیشہ ٹھیکیدار تجارت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۴/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ اسوقت ماہوار آمد بذریعہ ٹھیکیداری تقریباً مبلغ ۸۵/- روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی العبد۔ نور الٰہی بقلم خود موصی۔ گواہ شد۔ حافظ شفیق احمد سیکرٹری وصایا احمد نگر۔ گواہ شد۔ ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۱۳۴۷۴ مثلہ۔ منکہ دین محمد ولد محمد رمضان صاحب قوم کشمیری پیشہ دکانداری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۳۳ء ساکن سنگھے پورہ ڈاکخانہ غوطہ ننھ گرمنہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان خام قیمتی ۱۰۰/- روپیہ اسکے علاوہ میں کپڑا بننے کا کام کرتا ہوں جس کی ماہوار آمدنی ۱۵/- روپے ماہوار ہیں۔ اپنی آمد جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں میرے مرنے پر جسقدر میری جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد۔ دین محمد موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ علی محمد موصی صحابی لکھانوالی۔ گواہ شد۔ حاجی برکت اللہ سکنہ لدھڑ کرم سنگھ ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۱۳۵۳۶ مثلہ۔ منکہ زینب بی بی زوجہ ایم بشیر احمد صاحب قوم احمدی دوگر عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ٹانڈ ڈوگر ڈاکخانہ ٹھینگ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حق مہر مبلغ ۵۰۰/- زیور طلائی کلنٹے وزنی نصف تولہ قیمتی ۵۰/- روپے کل ۵۵۰/- روپے کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی الامۃ۔ زینب بی بی بقلم خود موصیہ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ رشید احمد بقلم خود خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۳۴۵۵ مثلہ۔ منکہ رضیہ طاہرہ زوجہ نصیر احمد ناصر شاہد قوم ارائیں عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۵/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ مہر بذمہ خاوند مبلغ ۵۰۰/- روپیہ کانٹے طلائی جوڑی مشفی نوخانشہ قیمتی ۹۰/- روپیہ۔ نقد ۲۵۰/- روپے کل ۸۴۰/- روپے کے چھٹے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ رضیہ طاہرہ موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ نصیر احمد ناصر خاوند موصیہ گواہ شد دوست محمد واقف زندگی۔

نمبر ۱۲۷۶ مثلہ۔ منکہ ناصرہ بیگم زوجہ نصرت اللہ خان صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی حال جھمبیس آباد سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرا حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰/- روپیہ ایک جوڑی کانٹے وزنی دس ماشہ قیمتی ۱۰۰/- کل ۶۰۰/- روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ۔ ناصرہ بیگم موصیہ بقلم خود گواہ شد نصرت اللہ خان خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد عثمان پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جھمبیس آباد ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ۔

نمبر ۱۳۶۱۹ مثلہ۔ منکہ بدر الدین عابد ولد چوہدری رحمت علی صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن پھیروچیچی حال ربوہ الاف پاک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار تنخواہ پر ہے جو ۵۲/- روپے ماہوار ہے۔ اس ماہوار تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد۔ بدر الدین عابد کارکن دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ۔ گواہ شد۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا گواہ شد۔ سید قمر الحق کارکن دفتر وصیت۔

نمبر ۱۳۶۱۸ مثلہ۔ منکہ امۃ الحفیظ زوجہ عبدالستار صاحب قمر عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ محلہ دار الرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ

آج بتاریخ ۳/۵/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد مبلغ /۵۰۰ حق مہر بذمہ خاوند ہے اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ۔ امۃ الحفیظ بقلم خود موصیہ گواہ شد۔ حمیدہ بیگم بقلم خود۔ مریم بی بی زوجہ محمد دین دارالرحمت ربوہ۔ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۱۳۶۲۲۔ منکہ محمد ابراہیم ولد چوہدری کرم دین صاحب قوم جٹ وینس پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال پیدائشی احمدی حال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۵/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں۔ ماہوار آمد مبلغ /۵۰ روپے ہے تازیست میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ جو میرا ترکہ ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ فی الحال الاٹ شدہ اراضی نامکمل صورت میں الاٹ ہے جس سے مجھے کوئی آمد نہیں۔ الاٹ شدہ زمین سے بھی جب آمد ہوگی۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کیا کرونگا۔ العبد۔ محمد ابراہیم کارکن دفتر وصیت۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ سید قمر الحق کارکن دفتر وصیت۔

نمبر ۱۳۴۵۴۔ منکہ رقیہ بیگم زوجہ سردار کلیم محمد علی صاحب قوم ڈوگر عمر ۵۸ سال بیعت ۱۹۱۴ء ساکن مانو ڈوگر احمدیاں ڈاکخانہ چوہنگ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی پانچ کنال غیر مزروعہ دریا جس کی قیمت مبلغ /۱۰۰ روپے ہے۔ حق مہر /۸/۳۲ میں وصول کر چکی ہوں۔ کل /۸/۱۳۲ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ۔ رقیہ بیگم موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا گواہ شد۔ سردار محمد ابراہیم ولد سردار جلال الدین صاحب برادر چچازاد موصیہ۔

نمبر ۱۲۰۱۶۔ منکہ زبیدہ سلطانہ زوجہ قاضی محمد حنیف صاحب قوم احمدی عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن تخت ہزارہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے آٹھ عدد چوڑیاں طلائی قیمتی /۸ روپے ایک عدد کوکہ قیمتی ایک روپیہ ایک عدد انگوٹھی /۱۰ روپیہ حق مہر بذمہ خاوند /۲۰۰ روپیہ کل /۲۱۹ روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ۔ زبیدہ سلطانہ موصیہ۔ گواہ شد محمد حنیف

خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی موصی ۲۴۹۲ انسپکٹر بیت المال۔

نمبر ۱۳۵۸۵۔ منکہ نواب بی بی زوجہ محمد رفیق صاحب قوم راجپوت عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۳۴ء ساکن ربوہ دارالرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۳/۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ /۱۵۰ روپیہ بذمہ خاوند کانٹے طلائی وزن نصف تولہ قیمت ۴۶ روپیہ کل /۱۹۶ روپے کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ۔ نواب بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ محمد رفیق خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ کریم بخش دکاندار بلاک الف ربوہ۔

نمبر ۱۳۷۲۹۔ منکہ محمد حسین احمدی ولد شیخ چراغ دین صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۱ سال پیدائشی احمدی منڈی رائے ونڈ ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے دکان کا سرمایہ مبلغ /۸۰۰ روپیہ ماہوار آمدن پچاس روپے ہے۔ میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۳ (تیسرے حصہ) کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ اسکے علاوہ ۲/۳ حصہ جو جائداد کا ہوگا اس کو بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے حق میں ہبہ کرتا ہوں میرا اور کوئی وارث یا رشتہ دار میری جائداد کا حقدار نہ ہوگا۔ العبد۔ محمد حسین احمدی آف کھڈیالیاں منڈی رائے ونڈ ضلع لاہور۔ گواہ شد۔ منصور احمد کلرک ایمپلائمنٹ ایکسچینج منٹگمری۔ گواہ شد۔ سلطان علی موصی گوجر جیک ضلع گوجرانوالہ۔

نمبر ۱۳۵۱۴۔ منکہ عبدالرحیم ولد مولوی صلاح محمد صاحب قوم میر پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دھوڑیاں ڈاکخانہ دمرال مینڈھر ضلع پونچھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ صرف تنخواہ پر ہے جو ماہوار /۱۲/۵۹ روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد۔ عبدالرحیم پونچھی [illegible] گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۱۳۶۱۶۔ منکہ محمودہ رفعت زوجہ محمد رفیع صاحب ناصر قوم ارائیں عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۵/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے

میری موجودہ جائداد حق مہر مبلغ پندرہ سو روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ اسکے علاوہ کڑے طلائی دس ماشے بالیاں چھ ماشے گھمر ایک تولہ دو ماشے انگوٹھی ۲ ماشہ انگوٹھی ۳ ماشہ انگوٹھی ۲ ماشہ ہار دو تولہ تین ماشے جنکی کل قیمت -/۲۲۴۳ روپے ہے۔ میں اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ: مجیدہ رفعت زوجہ محمد رفیع ربوہ گواہ شدہ: نذیر شریف لاہور [illegible] گواہ شدہ: محمد رفیع خاوند موصیہ ربوہ

نمبر ۱۳۱۵۱۴ منکہ صدیق احمد ولد غلام محی الدین صاحب قوم جٹ سنگھے پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال پیدائشی احمدی ساکن جنڈانوالہ چک نمبر ۱۹۵ ر ب ضلع لائلپور ڈاکخانہ گٹی ۲۰۲ ر ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے رقبہ ۵۰ کنال مشترکہ ہے جس میں ہم پانچ بھائی حصہ دار ہیں جس کے ۱/۵ حصہ کا مالک ہوں۔ میرے حصہ کا ۱۰ کنال رقبہ بنتا ہے لہذا میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ میری تنخواہ -/۷۳ روپے اور الاؤنس -/۴۲ روپے ماہوار ہے۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد: صدیق احمد موصی گواہ شد: بشیر احمد سیکرٹری مال جنڈانوالہ چک نمبر ۱۹۵۔ گواہ شد غلام محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جنڈانوالہ چک نمبر ۱۹۵۔

نمبر ۱۳۱۶۲ منکہ عطاء الٰہی ولد امام دین صاحب قوم کمہار پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال ساکن قادیان حال بھاگووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۷/۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد بصورت نقدی -/۳۵۰ روپے ہے اور ماہوار آمد -/۲۵ روپے ماہوار ہے میں اپنی آئندہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں میرے مرنے پر جس قدر جائداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: عطاء الٰہی موصی۔ گواہ شد: کیپٹن بشیر علی۔ گواہ شد: ملک صلاح الدین۔

نمبر ۱۳۱۹۳ منکہ عشمت بی بی زوجہ منشی محمد الدین صاحب قوم جٹ [illegible] عمر ۲۷ سال بیعت خلافت ثانیہ ساکن بھینی بانگر حال ربوہ دار الرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۵/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حق مہر -/۱۵۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں میری وفات پر اسکے علاوہ جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ: حشمت بی بی موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد: محمد الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد: غلام احمد سٹور کیپر جلسہ سالانہ ربوہ۔

نمبر ۱۳۱۵۹۲ منکہ غلام مجتبیٰ ولد ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب قوم جٹ پیشہ وکالت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۳/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت آمد ابھی غیر معین ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد: غلام مجتبیٰ موصی بقلم خود۔ گواہ شد: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ انچارج قلعہ گوجر سنگھ لاہور۔ گواہ شد: ڈاکٹر رفیق احمد [illegible] لاہور۔

نمبر ۱۳۱۶۸ منکہ حکیم بشیر احمد ولد حکیم عبد العزیز صاحب قوم گل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع کبس ڈاکخانہ و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ والد صاحب ابھی حیات ہیں اسلئے میری کوئی جائداد نہیں میری تنخواہ -/۱۰۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد: حکیم بشیر احمد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد: محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد: غلام احمد ظہور انسپکٹر بیت المال۔

نمبر ۱۳۱۶۹ منکہ منیرہ بیگم بنت حسن محمد صاحب قوم جٹ عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ دار الرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۲/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف مبلغ [illegible] روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ: منیرہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد: کریم بخش دکاندار الف بلاک ربوہ۔ گواہ شد: فضل دین بقلم خود ربوہ دار الرحمت۔ گواہ شد: حمیدہ بیگم زوجہ صوفی کریم بخش دکاندار الف بلاک ربوہ۔

نمبر ۱۰۴۹ منکہ ہاجرہ بیگم زوجہ کمال دین صاحب قوم ریحان عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ملہو کے ڈاکخانہ جلو وال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرا زیور طلائی پانچ تولہ قیمتی -/۴۰۰ روپیہ زیور نقرئی [illegible] قیمتی -/۸۰ روپے حق مہر زیورات میں وصول ہو چکا ہے۔ کل جائداد

نمبر ۱۳۵۲۶ ۔ منکہ بیبی بیگم بیوہ عبدالغنی صاحب قوم ککے زئی عمر ۸۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ساہووالہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ایک مکان پختہ ساہووالہ میں ہے جس کی قیمت اندازاً دو ہزار روپیہ ہے حق مہر وصول شدہ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ زیور طلائی مبلغ ۲۷۷۵/- روپے نقد دس ہزار روپیہ کل جائداد ۱۵۲۷۵/- روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں نیز میری وفات پر جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد بیبی بیگم موصیہ بقلم خود گواہ شد۔ علی محمد قریشی سیالکوٹی۔ گواہ شد۔ ملک فیروز دین عبدالرحیم۔

نمبر ۱۳۶۲۸ ۔ منکہ امۃ الرشید بیگم زوجہ لئیق احمد صاحب قوم بھٹی راجپوت عمر ۱۹ سال اصل پیدائشی احمدی نیروبی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱-۲-۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے حق مہر بذمہ خاوند دس ہزار شلنگ۔ زیورات طلائی گیارہ تولہ کل جائداد ۱۱۷۵۰/- شلنگ کی مالیت کی ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں نیز اسکے علاوہ ۵۰/- شلنگ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد امۃ الرشید بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ لئیق احمد خاوند موصیہ گواہ شد۔ شیخ مبارک احمد رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ۔

نمبر ۱۳۶۲۷ ۔ منکہ لئیق احمد ولد شیخ غلام محمد صاحب کھوکھر قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی نیروبی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰-۲-۵۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار تنخواہ پر ہے جو فی الحال ۶۶۰/- شلنگ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد لئیق احمد موصی نیروبی۔ گواہ شد۔ محمد یامین مدیم سیکرٹری مال نیروبی گواہ شد۔ شیخ مبارک احمد رئیس التبلیغ نیروبی۔

نمبر ۱۳۶۲۶ ۔ منکہ ناصرہ بیگم زوجہ چوہدری احمد دین صاحب قوم قریشی صدیقی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ڈھیرکے ڈاکخانہ چک ۲۴۴ ضلع لائلپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶-۵-۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے حق مہر ۵۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد ناصرہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد احمد دین خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۱۳۶۲۵ ۔ منکہ ہاجرہ بی بی بیوہ خواجہ عبید اللہ صاحب قوم بٹ عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن جڑانوالہ ضلع لائلپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۵-۵۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت صرف یکصد روپیہ نقد جائداد ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا ہاجرہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر محمد انور جڑانوالہ۔ گواہ شد۔ مرزا محمد ... سیکرٹری مال جڑانوالہ۔

سالانہ اجتماع کے انتظامات

آئندہ سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ ۲۳-۲۴-۲۵ اکتوبر ۵۳ء کو بمقام ربوہ منعقد ہوگا اسکے انتظامات کی تقسیم حسب ذیل ہے۔
(۱) تنظیم مقام اجتماع۔ سید جواد علی صاحب (۲) تنظیم سپلائی۔ مولوی محمد صدیق صاحب (۳) تنظیم خوراک۔ سید داؤد احمد صاحب (۴) صفائی و آب رسانی۔ چوہدری شبیر احمد صاحب (۵) روشنی و خیمہ جات۔ حسن محمد صاحب عارف (۶) طبی امداد۔ سید مسعود احمد صاحب (۷) تنظیم اطفال۔ مہتمم صاحب اطفال (۸) تنظیم ورزشی و ذہنی مقابلے۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب ظہیر (۹) تنظیم پہرہ۔ عبد المنان صاحب دہلوی (۱۰) تنظیم علمی مقابلے۔ مہتمم صاحب تعلیم (۱۱) تنظیم دفتر اندرون و بیرون۔ قریشی عبد الرشید صاحب (۱۲) ناظم اقامت۔ مولوی محمد احمد صاحب ثاقب (۱۳) تنظیم دفتر مرکزیہ شوریٰ۔ نامہ نگار اور اشاعت۔ نائب معتمد (۱۴) عام نگرانی دفتر مرکزیہ۔ معتمد۔

تربیتی کلاس ۵۳ء

حسب سابق امسال بھی تربیتی کلاس اجتماع کے دو دن بعد ۱۵ دن کیلئے جاری ہوگی مجالس اس طرف توجہ کریں۔ اور کم از کم ایک ایک نمائندہ اس کلاس کیلئے ضرور بھجوائیں جو یہاں سے تعلیم حاصل کرکے واپس اپنے مقام پر دوسروں کو تعلیم دے سکے۔ اس کلاس میں شامل ہونے کیلئے امیدواروں کی فہرست ۱۵ ستمبر ۵۳ء تک دفتر مرکزیہ میں پہنچ جانی ضروری ہے اس بارہ میں تفصیلات کا انتظار کریں۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضور فرماتے ہیں:-

"خدام الاحمدیہ کی غرض درحقیقت یہ ہی ہے۔ کہ وہ تنظیم کے ماتحت ۔ ۔ ۔ جماعت کے ہر فرد کے اندر یہ احساس پیدا کریں۔ کہ ضرورت کے موقعہ پر بلا دریغ اور بلا وقفہ ہر شخص خدمت کے لئے حاضر ہوجایا کرے۔" (ماخوذ از مشعل راہ)

"نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی حالت کو سدھارنے اور دین کی خدمت کے لئے تقویٰ اور سعی سے کام لینے کی طرف توجہ کریں۔ آج اسلام غربت میں ہے۔ اور اگر آج کوئی جماعت اسے قائم نہ کرے۔ تو تھوڑے عرصہ میں کوئی اس کا نام لیوا بھی باقی نہ رہے گا۔"

(الفضل ۱۳ / اپریل ۱۹۳۹ء)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا تیرھواں

سالانہ اجتماع

اکتوبر ۱۹۵۳ء

ہمارا آئندہ سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ ماہ اکتوبر کے آخری عشرہ میں حسب سابق اپنے مرکز ربوہ میں اپنی سابقہ روایات کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ معین تاریخوں کا بعد میں اعلان ہوگا۔ مگر اس کیلئے ابھی سے تیاری کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں مجالس حسب ذیل امور کے بارہ میں مقررہ تاریخوں سے قبل اطلاع مرکز میں بھجوا دیں:-

۱- شوریٰ میں پیش کرنے کیلئے اپنی تجاویز مجلس مقامی کے مشورہ کے بعد معین الفاظ میں۔ ۳۱ اگست ۵۳ء تک
۲- نمائندگان شوریٰ کا انتخاب کر کے ان کے ناموں کی اطلاع ۳۰ ستمبر ۵۳ء تک
۳- اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد کی اطلاع ۳۰ ستمبر ۵۳ء تک
۴- سنہ ۵۴-۵۵ء کی آمد کا بجٹ ۳۱ اگست ۵۳ء تک
۵- اپنی مجلس کے کل خدام اور اطفال کی تعداد ۳۱ جولائی ۵۳ء تک
۶- اجتماع کے پروگرام میں اگر کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو تو اس بارہ میں معین تجاویز۔ ۳۱ جولائی ۵۳ء تک
۷- اپنی مجلس کے کام کی رپورٹ اجتماع میں پیش کرنی ہوگی۔ رپورٹ تیار کر کے اس کی ایک نقل مرکز میں بھجوائیں۔ ۳۰ ستمبر ۵۳ء تک
۸- سب سے اہم بات یہ ہے کہ چندہ سالانہ اجتماع اپنی شرح کے مطابق ابھی سے وصول کرنا شروع کر دیں اور ساتھ ساتھ مرکز میں بھجواتے رہیں تاکہ دفتر مرکزیہ ابھی سے ضروری سامان کی فراہمی کیلئے اپنا کام آسانی سے شروع کر سکے۔ امید ہے جملہ قائدین و خدام اپنے اس قومی اجتماع کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔

مرزا منور احمد نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ